

جیشڑاں نمبر ۵۶

شمس الدین رہنمای الام

مقام اعشا



الراغم خان و عوام کی رائے میں اسی کی تحریر کی جائے گی۔

۱۹۸۱ء ۱۲۶۹ھ

بھٹکی بھٹکی

ظہور احمد سعید گنوجی

Printed at Manohar Press, Sargobha & Published at Bhera
by M. Zahur Ahmed Bugvi.

عبدی خوشی

بَكَدْيَكَش

علیٰ حضرت جامع الشریعت والطریقت فخر العلما رقدۃ الرحمۃ الحکیمین
زبدۃ العارفین مام العاشقین مولانا اکجاج محمد ذاکر گیوی نور اللہ مرتضیہ
اعراض و مقاصد

- (۱) اندر ویں ویرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشتاعت اسلام (۲) اصلاح ختم
(۳) احیاء و اشتاعت علوم دینیہ۔

قواعد و ضوابط

(۴) رسالہ کی عاقمیت دور و پیغمبر اسلام مقرر ہے۔ مگر جو صاحب پاچ خود پسیاں سے زیادہ رقم خبریں
اعلان کر سال فرمائیں گے۔ وہ معادن خاص مقصود ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اصحاب اسلامی
شکر کیسی کاہ درج رسالہ ہوا کریں گے (۵) غریب اور مفلسوں شناصر اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت
ڈھنہ دہرو پیغمبر اسلام مقرر ہے (۶) میران حرب الانصار اور حرب الانصار کے معاونین کی خدمت
میں رسالہ بالمعاویہ بھیجا جائیگا۔ چندہ عمری کم از کم چار آنڈہ ماہوار مقرر ہے (۷) جو صاحب کم از کم
پانچ خریداریں گے۔ وہ معادن میں شارہوں کے ماددان کی خدمت میں ان کی خواہش پر ایک
سال کے لئے رسالہ امانت جاری کیا جائیگا۔ (۸) بذریعہ وی پی ارسال کرنے پر ۲۰۰ زیادہ ختن
ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب وی پی۔ واپس کردتے ہیں۔ اس لئے دفتر کا نقصان ہوتا ہے
لہذا جلد خریداران زہ پسندہ بذریعہ منی اور در اسال فرمایا کریں (۹) خوش کارچہ ساری کمکت گئے
پڑیں گا۔ دفعہ ن تہیں بھیجا جائیگا۔ (۱۰) رسالہ مرا گنگہ زی یہاں کی ۶۰ تاریخ کو بھیوسے ڈاک
میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چوروں کی آجھکل کثرت ہے۔ اس لئے جس صاحب
کو نہ ملے۔ وہ کم سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ فتوذہ وارنہ ہو گا۔ جملہ خط و کتابت و قریں
کام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هونی پہنچا

شمس الـ مـاـهـاـفـدـجـرـيـةـ

بـسـمـ اللـهـ الرـحـمـنـ الرـحـيمـ

بـكـ

بـاـتـهـ ۱۹۳۷ءـ مـطـابـقـ مـاهـ شـعـانـ ۱۴۲۶ھـ جـلـدـ ۲

صـفـرـ ۱۹۳۷ءـ فـہـرـسـتـ صـفـنـاـ مـيـتـ

۱	باب التفسير
۲	باب الحديث
۳	باب الفقه
۴	تفقيق المأئل (القول الصحيح في نباتاتي) مولانا محمد عبد اللہ صاحب تشریف نمازیجا
۵	کیفیت کارگردانی (طبع) رطیر
۶	میانی صلح شاہ پوریں شیوں سفارتے و نامہ نگار
۷	نعت
۸	حضرت عیاشی کی حیات و آمد
۹	مناخ خود قادریان سے گواہ کن عطا
۱۰	نظم بخطاب پر مسلم
۱۱	سید ولائت شاہ عاصب نشی فائل برگ
۱۲	مولانا سید شاہ فائد صاحب رہیم
۱۳	شمس الاسلامیہ ملتمت شکن کرنیں
۱۴	معدلات
۱۵	ثـنـ هـلـلـانـ چـدرـیـ دـورـامـ صـاحـبـ کـوـشـیـ
۱۶	سید داـمـ کـلـثـومـ کـانـکـارـ
۱۷	آن حضرت کی صدائیں اور بیانیں - ذراضا ضمی علماء مجی الدین بٹالا
۱۸	دنیا کا بزرگ ترین انسان
۱۹	قصصہ قرطاس

بِالْحَسَنَاتِ

وَإِذَا وَلَمْ يَكُنْ لَّا وَارِدٌ هَاجَ، كَانَ عَلَى رِبِّكَ حَثَّا مِقْضِيَاهُ
شَهِيدًا بَنْجَى الَّذِينَ أَتَوْا وَمَنْدُورًا الظَّاهِمُينَ فِيهَا جِمِيشِيَّا ۝ (بِالْحَسَنَاتِ)
مرعِيٰ تَرْجِيمَهُ - اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اُس (بَنْجَى جَهَنَّمَ) پر گندہ نہ ہو۔ یہ
آپ کے رب کے اعتبار میں لازم ہے۔ جو پورا ہو کر رہیگا۔ پھر ہم ان لوگوں کو
نجات دے دیں گے۔ جو خدا سے ڈرتے تھے۔ اور ظالموں کو اس میں ایسا حالت
میں رہنے دیں گے۔ کہ ٹھٹنوں کے میل گر گر ٹیس گے ہے۔

مطلوب : بر مولن و کافر۔ غرض بر انسان کو قیامت کے دن جہنم کا
معایینہ کرایا جائیگا۔ کو صورت اور غرض معاینہ مختلف ہوگی۔ کفار کو بطور اخویں
و تحذیب ابدی کے اور مولنین کو بطور عبوری صراط سے گذرایا جائیگا۔ تاکہ
زار سے خلاصی پانے کا شکریہ ادا کریں۔ اور جنت کی نعمتوں سے لذت حاصل کریں۔
بُرْجَنْتِی دوزخ پرستے گذر کر جنت کو جائیگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ نکاراً طیگی جریا مولن۔ اے مولن
جلد گذیرے نور کے سبب بین ہٹھیڑی پڑی جاتی ہوں۔ پیر عومی قدس سرہ الفرزی

فرماتے ہیں ۵

مولن فسوں بخواند بر آتش بخواند

سوزش دروناں دگردیچو نور بخش

دہی آگ جس میں کفار جل ہے ہونگے۔ اہل ایمان کیلئے گلزار ثابت ہوگی۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قبليوں پر عذاب نازل ہوا۔ ایک ہی
کوزہ سے اگرا سراسیلی پالی پیا تھا۔ تو وہ یاں ہی رہتا تھا۔ مگر قبلي کے منہ میں
جاتے ہی وہی پالی لہو بن جاتا تھا۔ نمودرن نے آگ جلا کر۔ مگر وہی آگ خلیل اللہ
علیہ السلام پر گلزار بن گئی۔ سایی طرح دوزخ کی آگ طبعی نہیں۔ وہ کافر کو جلا نے

کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے مون کو اس سے کسی قسم کا گزندہ نہیں بخواہ سکتا۔
 حدیث شریف میں جابر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے۔ کہ حضور نبی ﷺ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنتی میں بیچھا جائیں گے۔ تو اپس میں کہیں گے کہ کیا ہمایے رب نے ہمیں جنتیں میں ورود کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ اس پر ملا کہ انہیں بتتا جائیں گے۔ کہ وہ فخر سے ہو کر آئے ہو۔ اور اس کی آگ سرد و بھی تھی ہے۔
 مومنوں کے ورود سے اندھی کا ایغیٰ حکمت کا طبقہ کا محاہیہ کیا مقصود
 ہو گا۔ عذاب الیم سے نجات پانے پر اہل ایمان کے دلوں میں سور و فرجت کی لمبڑوی
 کفار کے دلوں میں غم و غصہ بھر کا ٹھیکہ۔ اپنے تمدن کو سلامت لگاتے ہوئے
 دیکھ کر سچ و غم میں حل مر شیئے۔ لپتہ رشتہ داروں اور ان لوگوں کے سامنے جن کو حصہ
 ان کا وظیرہ تھا۔ آنے میں جلتا ان کو عاصی حملہ۔ حشر و شکار جن کے سامنے انکار
 کیا کرتے تھے مان سے آنکھیں ملانے کی جرأت نہ ہوگی۔ اور اہل ایمان ان سامنے
 اپنے عقاید میں صادق ثابت ہو جائیں گے۔ اہل ایمان کو جنت کی نعمتوں کی قدر
 معلوم ہوگی۔ الاستیا در ترف بالاضمار۔ و بعندہ تشبیہ الاستیا ہے

قدر عافیت کے والد۔ کہ مصیبۃ گرفتار آتی ہے۔

تبیہ۔ متصوب عیاں و آریہ اس آبیت کا عذر مطلب بیان کر کے عوام
 انسانوں کو گراہ کرنے کے درپرے رہتے ہیں۔ ورود سے مراد آگ میں جلتا
 کسی بھی نہیں ہو سکتا۔ یہاں دنیا میں بشیار شا تین موجود ہیں جن میں ایک ہی خیز
 دوسروں کے لئے ایک ہی وقت میں باعث بِلَكْت ثابت ہوتی ہے۔ نمازی اباد
 اور دلپی کے درمیان گرمی کے موسم میں دریائے جنبا پورے زور پر نہیں ہے۔ کوئی
 شخص نمازی اباد سے دلپی کو قصدا کرنے والے کا دریائے جنبا پر ورود لازمی ہے۔
 لہذا نمازی اباد سے دلپی کو قصدا کرنے والے کا دریائے جنبا پر ورود لازمی ہے۔
 بعض اشخاص ریلوے ٹرین کے ذریعہ لکھی البصر دیا کو عبور کر جائیں گے۔ بعض
 پسیل چکریں سے گزدیں گے۔ بعض کشتیوں کے ذریعہ پار ہو گئے۔ اور بعض کم
 بخت جن کے پاس کوئی آسلنے سوگا۔ ملکت آفرین موجود کے آنونش میں جان غیر
 اپنے ہاتھوں کھو دیں گے۔ اسی طرح جنتیں میں سب کا گذر ہو گا۔ اہل ایمان حبہ استب

کوئی بھلی کی طرح کوئی آہستہ آہستہ عرض تمام بلا خوف و خطر پا رہ سو جائیں گے۔ مگر جن جن کے پاس دولت ایمان نہ ہوگی۔ ان کے پاس جنت بیک تینجئے کا کوئی نہ ذریعہ نہ ہوگا۔ وہ جہنم کی آگ کے شعلوں کی پیٹ میں آ جائیں گے۔ اور تھیں گے۔ یا لیتی کنت تربا ہے۔

قرآن مجید کی آیات ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ سورہ یوسف میں فارسلوا وار دهم اور سوہہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کے کوئی پرنسپنے کو وہ دکے لعنت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ولماً وَرَدَ مدین وَجَدَ عَلَيْهِ أَمْنَةً مِّنَ النَّاسِ يُسْقَوْنَ۔ حالانکہ دونوں موقعیں پر کوئی پرنسپنے کے اندر جانا مراد نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید نے اہل ایمان کے لئے فیصلہ فرما دیا۔

<p>أَتَ الْقَنْتَ سَيَقْتُ لَهُمْ مَنَا الْحَنْتَ لَا -</p>	<p>بے شک جن کے لئے تمعر ہو جکی أَوْلَى لَكُمْ مَّا تَحْمَلُونَ ۝ لَا يَسْعُوكُنَ</p>	<p>ہماری طرف سے بھالی۔ وہ اپنے حَسَقَتَهَا حَوْلَهُمْ فَمَا أَشْتَهَتُ الْعَصْمُونَ { (جہنم) سے دور نہیں جائیں گے۔ خَلِدُونَ ۝ لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْقَرْبَاءِ الْأَكْبَرِ۔ } اسکی آہٹ بھی نہ سیں گے اور وہ لوگ اپنا پارہ ۱۶۔ ص ۷۔ سورہ انبیاء و جی چاہی چزیوں میں رہیں گے۔ ان کو</p>
---	--	---

بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالیں گے۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ مومنوں کو جہنم سے گزرنے پر کشم کی گھراہٹ یا نعم نہ ہوگا۔ وہ جہنم کے عذاب سے دور رہیں گے۔ اور گذرا اس کے نے باعث سرور اور کافروں اسکے نے باعث شدت عمر ثابت ہو گا۔ کذا لاکن منجی المؤمنین۔

باب الحَدِيدِ بَيْث

میرزاں لپٹے پیشوائی تقلید میں گمراہی کے گھر ہے میں خدد رج گر کرنی لکھاصل
الله علیہ وسلم کی تو من کرنے سے باز نہیں آتے۔ میرزا غلام احمد صاحب قادریانی
کا دعویٰ حقاً اک جو حدیث میری وحی کے خلاف ہو۔ وہ رتوی کی لوگری میں
پہنچی کے لایت ہے۔ اپنی وحی اور حدیث کا مقابہ کرنے ہوئے مردا صاحب ملکتیں

اخذ ناعن الحقائقی لیس مثلہ کبھی زندہ اور یہ مثال خدا سے احکام لیتے
و انتہ عن الموتی هر ویتم ففرکرو۔ میں اور تم مددوں سے روایت کرتے ہوں یعنی کوئی
صحیح احادیث کے انکار اور ان کی تاویل ان کے معانی سے انحراف میں میزرا
صاحب کو کمال حاصل تھا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و تصریحات
ان کے دعاویٰ کے لئے سزاہ تھے۔ اسلئے ان کو احادیث سے انکار کرنا طالع
بعض احادیث کے معانی کو تزویر و ذکر ایناد معمونی ثابت کرنے کی سی لاصحاص کی۔
اس جگہ مثال کے طور پر صرف ایک حدیث کے تعلق میزابیوں کی تحریف غلط بیان و
لہیں کا نہوتہ پیش کیا گا تھا۔ اسی سے حق پسند اصحاب کو اس گروہ کی اسلام سے
وشی اور بھی اگر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دردیہ دہنی کا ثبوت ملکت ہے میزرا
علام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب پر اذالۃ اور ہام تقطیع خود صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں۔
”بعض پیشویوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اقرار
کیا ہے۔ کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی میں
پہلے اس سے چند دفعہ لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صف طور پر زاد یا تھا کہ میری وفات کے بعد میری بیسوں میں
سے پہلے وہ مجھ سے ملیک جس کے ہاتھ بلے ہوئے۔ ہاتھ پر
آں حضرت صلح کے روپر وی بیسوں نے باہم ہاتھ
ماپنے شروع کر دئے۔ اچنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی
اس پیشویوں کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی۔ اسلئے منہ نہ اکیا۔“

میزرا صاحب نے اپنی متعدد کتبوں میں اس ضمون کو وہرایا ہے۔ احمد پیشوی کی
حقیقت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلع نہ ہونا اور ہاتھوں کا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے روپر نامی جانا ان دو امور پر خاص طور پر زور دیتے ہیں چنانچہ
اذالۃ اور ہام تقطیع خود صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں۔

”بلے ہاتھ کے حقیقی احمد طاہری میں مزاد ہوتے تو تصدیق نبی
بھی ہو جی تھی۔ کیونکہ آنحضرت کے روپر وی سرستہ“

کے ساتھ ہاتھ نلپے گئے ملتے۔ اور سودہ بکھر اخوب سبے لبے
نکلے ملتے۔ اور یعنی قرار پایا تھا۔ کہ نے سے پہلے سودہ فوت ہو گی۔
گرماں حضرت نے ہاتھوں نے ناپٹے پر مشتمل ہمیں فرمایا تھا جس
سے اجمانی طور پر سودہ کی وفات تمام بیویوں سے پچھے نیتن کی
گئی لیکن آخر کار ظاہر ہی مختصر ذکرے جس سے ثابت ہوا۔ کہ اس
پیشگوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
بھی معلوم نہ کھلتی۔

مولوی محمد یعقوب صاحب بیلوی نے اپنی کتاب تحقیق لاثانی در نکاح آسامی میں لکھا
تھا کہ تم تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو ناپٹے ہمیں کھلتے۔ اس تقدیم کے
شہرمناظر مولوی اللہ دستہ جانشیری نے اپنی کتاب تفہیمات صفحہ ۵۷ کے حاشیہ
پر لکھا۔

”یہ بخاری کی مشہور حدیث کا ذکر ہے۔ جس میں ازوادح مطہرات نے
ناخنپانے شروع کر دیتے تھے۔ کذب کا یہ کہنا کہ یہ واقعہ آخرین کے
سامنے ہمیں ہوا مخفی بے ثبوت ہے۔ الفاظ حضور کے سامنے کی
تمثیل کر رہے ہیں۔“

اب جلد حق پندرہ حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ میرزا یوسف سے مطابد کریں۔
کہ کون میرزا کی مصحح بخاری میں سے ایسی حدیث دکھادے۔ یا صحاح سنت میں سے
وکھافے جن میں روا ہاتھوں کا حضور کے سامنے ناپاجانا (۲۷) حضور کا منج زمزما۔
وہ انواری نے جو مطلب پیشگوئی کا کام بھا۔ اس پر تصدیق بنویا ہے۔

ذی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشگوئی کی حقیقت کا علم نہ ہوا تاہبت ہو سکے
۔ ہگر ذات نہ کرسکیں اور کبھی ثابت نہ کرسکیں گے تو خدا کے واحد کے غرض سبے دریں
اور ایسے مفتری علی امداد اور دعماز و شری رسول کی اطاعت سے باز ایں فان تم
لتفعلو و مل قلعوا فاتقو النادر الٰتی و قورها الناس والجبارو۔

اس حدیث کو متذکر میں حاکم نے علی شروی مسلم روایت کیا ہے یعنی شرح بخاری
حلیس بیرون صفحہ ۱۴۷ پر علامہ عینی نے اس حدیث کو تقلیل کیا ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ کہ

امام بخاری نے حدیث کے بیان میں اختصار سے کاوش لیا ہے۔ حاکم کی حدیث اور بخاری شریف کی حدیث دونوں اس جگہ نقل کر کے فیصلہ قاریخانہ رام پڑھوڑا جاتے ہیں۔ روایت کیا حاکم نے مناقب میں اپنی منفرد سے حبیب بن سعید کے طرفی سے۔ روایت کی اس نے عمرہ سے روایت کی اس نے عائیشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازدواج کو جلدی تمیں سے بٹھنے والی ہوئی تجویز سے لمبے ہاتھ والی تمیں سے بٹھنے کی عائیشہ نے جب یہی تجویز ہوتی تھیں لپتے کی گھر میں رسول اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لمبا کرنی تھیں ہم ہاتھ اپنا دیوار پر اور ہم کرنی۔ وہیں یہی سیاہ نہ کر کوئی ہوئی زینب بنت جحش اور تھی وہ عورت جھوٹی قدر والی اور نہ تھی ہم سے لمبی پس جان لیا ہم نے کرنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراوی لمبے ہاتھ سے صدقہ تھا۔ الخ۔

(علی شرط مسلم)

اس حدیث سے دو ہاتھ صاف طور پر واضح ہو جاتی ہیں۔ (لما بنی) اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہاتھ نا یے گئے تھے۔ (۴۲)، ازدواج مطہرات نے پیشگوئی کے الفاظ کے طالہ ہی تھی خود نی سمجھ لئے تھے۔ اور اس پر تصدیق ہوئی ہوئی تھی۔ قرآن حضرت عائیشہ کے الفاظ ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم اراد بطول الیہ الصداق قابل غور ہیں۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ حضور کو پیشگوئی کی حقیقت کا علم تھا۔ وحضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے اصل مطلب کی وضاحت فرمادی۔

۳۔ عن عائیشہ رضی اللہ عنہا۔ ان بعض مطہرات میں سے بعض نے بنی صلحہ سے پچھا ہم میں سے کون حلبی آپ سے ملیکی۔

ازواجه النبي صلی اللہ علیہ وسلم قائل النبي صلی اللہ علیہ وسلم ایسا اسمع بالغ عقولاً

قال اطکون یہا فاخذ واقصبة یہا
فوا یا نہیں سے لمبے ہاتھوں والی - بین لیا
عنہما فکانت سودۃ اطوطن یہا
انہوں نے سرکندہ اور نامیتی خیں اس سے
پس کئی سودہ لمبے ہاتھوں والی ان میں سے
فعلمنا بعد انما کانت طول یہا
پس جان بیالجدمیں ہمہ نے کہ اس کے ہاتھ
الصدقۃ و کانت اسرع ناطو قابد و
لے ہوتے سے ماد صدقۃ تھا۔ الخ -
کانت تھی الصدقۃ۔

(صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۷۶، امظہر عہد)

امام بخاری نے اس حدیث میں حدود حبیخ اختصار سے کام لمبا ہے۔ حاکم کی
حدیث سے اصل قصہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ علامہ عدینی نے اپنی شرح میں
اسی فتویٰ حاکم کی حدیث کو نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی میرزا یوسف کا مدعا ثابت
نہیں ہوتا۔ اور اس میں حضور کے دو بڑے بھی راقفہ ناپے جانشی کی کوئی تصریح موجود
نہیں جس کی وجہ سے اس کی امت نہ تصور سے پیش کرنے کی عادی ہے
اس کا اس حدیث میں ذکر نہیں۔ تمام میرزا یوسف کا فرض ہے کہ مخدہ قوت سے
چیز کو سچانابت کرنا کے لئے پورا زور صرف کریں۔ ورنہ اپنے گروکی کذب بیانی
تلیس اور اسلام سے دشمنی کا اقرار کریں ہے۔

اسی طرح میرزا صاحب نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو مقام سمجھت کے تعین میں غلط فہمی واقع ہوئی۔ اور حضور نے پیش کوئی
کاغذ طلب سمجھا لایستغفار اللہ حلالکہ واقعہ صرف اسی قدر ہے کہ حضور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب میں لیتے آپ کو سمجھت کرتے ہوئے ایسی حکیمی جاتے دیکھا
جہاں بخوبیں خیں کہ حضور کا خیال بیجا مکنی طرف آگیا۔ مگر اسی خوب میں ہی حضور کو
حکوم ہو گیا۔ کہ یہ پیشرب ہے۔ بخاری شریف میں حدیث کے الفاظ سے صاف
طور پر ثابت ہے۔ کہ خوب میں ہی حضور کو مقام سمجھت کا پیشرب ہونا متحقق ہو گیا تھا۔
عن ابی موسیٰ اراہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ارأیت فی المقام ای احباب
هُنْ مَكَّةُ الْأَرْضِ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلَّ إِلَى أَنَّهَا الْمَيَاتَةُ أَوْ هُجُرٌ فَلَمْ يَأْتِ إِلَيْهِ
الْمَدِينَةَ بِيَشْرِبٍ وَمَلَيْتَ فِي رَوْبِيَّ اَهْذَدَهُ إِلَى هَزَرِتَ سَقَارَ الْمَاءَ فَلَمْ يَأْتِ

بَادِ الْعَقَدِ

رمضان المبارک کے متعلق مفید مسائل

روزہ میں نیت شرط ہے۔ (نیت کے معنی دل کے الہام
کے ہیں) اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور تمام دن کچھ کھانا
پیا نہیں۔ تو روزہ ادا نہ ہوگا۔ رمضان کے روزہ کی نیت
دو ہر کے وقت تک کر سکتا ہے۔ یعنی قریباً ۱۰:۳۰ بجے تک دس

کے بعد اگر نیت کر لیا۔ تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں۔ لیکن بہتر اور
ستحب ہے۔ کہ سحر کا کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر لی جاوے۔ اگر افطار کے وقت
ہی نیت کرے۔ ثب بھی جائز ہے۔ بعض لوگ جو سمجھتے ہیں۔ کہ نیت کے بعد کھانا
پینا جائز نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے کھانا پینا
وغیرہ بلاشبہ درست ہے۔ نیت کی ہوایا ذکر ہو۔

آن بالوں کا بیان جن **بھول کا کھانا** پینا روزہ کو نہیں ٹوٹتا۔ بے اختیار
حلق میں گرد و غبار یا مکہ مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں

ٹوٹتا۔ آتا پیسے والی اور تسباب کو کوئی وائے کے حلق میں جو اٹا وغیرہ اڑ کر جانا تو
اُس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کافی میں پاتی چلا جائے۔ یا خود بخوبی آجائے۔ یا
خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے۔ یا تھی آگر خود بخوبی لوٹ جائے۔ ان سب
باتوں سے روزہ نہیں جاتا۔ اور کچھ خلن نہیں آتا۔ آنکھوں میں دھاڑکنے سے روزہ نہیں
جاتا۔ خوشبو سوچتے سے کچھ خلن نہیں آتا۔ بلغم لکھا جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
اگر قصداً تھی کی گھر ھوڑی سی (یعنی من بھرسے کم) تو روزہ نہیں جاتا۔ ھوڑی سی تھی
آئی۔ اور قصداً لوٹ نہیں گیا۔ تو اس میں اختلاف ہے۔ اگر کوئی بھول کر روزہ میں
کچھ کھا پی رہا ہے۔ تو اور قوی وشندرست ہے۔ تو اس کو یاد دلانا درست ہے۔ اگر
ضعیف ناتوان ہے تو وہ یاد دلانا درست ہے۔ اگر خود بخوبی مسوک وغیرہ مرتے

خون نکلے لیکن علق میں رہ جائے تو روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر خواب میں محبت کرنے سے مات کو عمل کی حاجت ہوئی اور صبح صادقی ہونے سے یہی عمل نہیں کیا۔ تو رفرہ میں عمل نہیں آتا۔ اگر ان کو سوتے ہوئے عمل کی حاجت ہوئی تو روزہ میں ذمہ بھی تقصیان نہیں آیا۔

جن باقیوں سے قضا کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا۔ قصد مفہوم بھرتے کرنا ممکن بھرتے آئے تو اس کو لے جانا اپنی کرتہ ہے عمل محبب ہوتی ہے میں یا انی چلا جانا یہ سب چیزیں روزہ کو تلوڑنے والی

ہیں۔ مگر صرف قضا آئیں گی۔ کفارہ واجب نہیں۔ لٹکر یا لوٹے تابے وغیرہ کو نکل جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اور صرف قضا واجب ہوگی۔ کفارہ نہیں۔ رات بھج کو صحیح صادق کے بعد سحر کھالی۔ تو اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ دن بی تھا خلی سے سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ نعزرہ کھول لیا۔ صرف قضا واجب ہو گی۔ کفارہ نہیں۔ جان بوچھ کر (بیرون ہونے کے) صحبت کرنا۔ کھانا پیسا رفرو کو توڑتا ہے۔ اور قضا بھی آتی ہے۔ اور کفارہ بھی۔ کفارہ کیا ہے؟ ایک عنده آزاد کر دینا۔ اس کی طاقت نہ سو۔ نہ متواتر ۲۰ روزے رکھنا۔ اس کی بھی طاقت نہ ہو۔ تو سالہ کیں کو دلوں وقت کھانا کھلانا۔ اس مخصوص حال کی عالم سے دیافت جیں۔ چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن سے مکروہ نہیں ہوتا۔

بلا ضرورت کسی شے کو چیانا یا ناک فیرو کا ذاتیہ دیکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے۔ قصداً ممکنہ میں تھوک کر کے نکل جانا مکروہ ہے۔ تمام دن ناک رہنا سخت گناہ ہے۔ اور اس سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ فصد کرنا۔ پچھلے لگوں نامفوذہ میں مکروہ ہے۔ غدیت۔ بدگوئی۔ لڑائی جھگڑا روزہ کو مکروہ کر دیتی ہیں۔ اور تواب پہنچ کر جلتا ہے۔ سروک کرنا۔ سرپرایا موچھوں پر تسل نکانا کرو دہیں۔ آنکھ میں دھوا ڈالنا۔ مکروہ نہیں۔ سرمہ لگانے سے یا سرمہ نکال کر سو جانے سے روزہ میں کچھ خل نہیں آتا۔ ناداقف لوگ جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل خلط ہے۔ خوشبو سو ہمچنانہ سنج نہیں۔ اگر بی بی کو لئے خاؤندیا تو کر کر اپنے آقا کے غصہ کا اندازہ پھر تو جانے کا نکت حکمچھ کر تھوک دیا۔ مکروہ نہیں ہے۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت کا بیان

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو۔ تو رمضان میں روزہ نہ رکھ۔ تندستی کے وقت قضا کرے۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائیز ہے۔ پھر قضا کئے حاملہ کو اگر بچتے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندریشہ ہو۔ تو روزہ چھوڑ دینا اور بچھوڑنا کر لینا جائیز ہے۔ اپنے باغیر کے بچتے کو دودھ لیاتی ہو۔ اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہے۔ تو قضا کر لیا جائز ہے۔ ہمارے نواحی کے حصیں کوں بھی انگریزی مام سل کا سفر ہو یا میں سے زیادہ ہو۔ وہ شرعی کہلانا ہے۔ یعنی ابیے سفری مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ واسیں نے کے بعد قضا کرے۔ اگر کوئی سافر دوہرے پہنچنے والیں میں بچتے گیا۔ اور اب تک کچھ کھایا پائیں ہم۔ تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی شخص کسی تین ساری یا سیل میں دو قسمیں کھٹھٹے میں مام سل بچتے جائیگا۔ اس کے لئے بھی سفر کی رخصیت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل مرجا تیلی۔ یہت بورڈھا تصحیف بس کو روزہ میں نہایت شدید تکلف ہوئی ہے۔ روزہ نہ رکھے۔ اور سر روزہ کے بدلتے پوئے دوسرے نہیں۔ (بوزن انگریزی) ممکن ہے۔ لیکن الگ یہ کچھی طاقت آجائی کی تو قضا کھنی ضروری ہے۔ عورت کو اپنے محروم سذ (عینی حیض) کے نایام میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ راست طرح یہاں کے بعد جتنے روزخون آئے جب خون بند ہو جائے۔ روزہ رکھنا چاہئے۔ جن توکل کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ بلا تکلف ان کو سبک سلسلے کھانا پینا نہیں چاہئے بلکہ قطبی رمضان المبارک لازمی ہے۔

روزہ نہ رکھنے کا بیان روزہ نہ رکھنے کا بیان اور قریبی عذر کے لوازم جائیز نہیں اور قضا کھنے کا ذریعہ بنی اسرائیل میں اگر اس سخت بیماری ہوگی۔ کہ روزہ نہ رکھنے تو جان کا اندریشہ غائب ہے۔ یا بخاری بڑھ جائے کا

اخال خواری ہے۔ یا ایسی شریعہ پاس لگی ہے۔ کہ موت کا اندریشہ ہے۔ تو روزہ نہ رکھنے کا جائز بدلہ واجب ہے۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جائز ہے۔ جلد ادا کر لینا چاہئے۔ قضا کھنے میں اختیار ہے۔ کہ مشتعل رفیق برادر کا

رکھے۔ یا جو احمد متفق۔ اگر قضاڑ کھنے کا وقت پایا نہیں بغیر ادا کئے گیا۔ تو مناسب ہے۔ کہ وارث ہر روزہ کے لئے پونے دوسرا ستم صدقہ کریں۔ اور مال چھوڑ گیا ہے۔ اور روزہ کے صدقہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم واجب سحر کھلنے کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ سحر کھانا کرو۔ بیان اور فضیلت

کماں میں بڑی برکت ہوئی تھے۔ یہ ضرور نہیں کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے۔ بلکہ ایک دولقمہ یا چھپے کا مکروہ یا دوچار دستے چبائے کا۔ تب بھی سنت کا ثواب یا نیکا۔ افضل و بنیت یہ ہے۔ کہ رات کے آخری حصہ میں صحیح صادقہ ہونے سے ذرا بہتر کھائے۔ اگر دیر ہو گئی۔ اور لگان غائب یہ ہے۔ کہ صحیح صادقہ ہو گئی تو سحر نہ کھانا چاہئے۔ اور اگر غائب لگان رات کا ہو۔ تو کھائے۔ ہمارا اگر کسی طرح معلوم ہوا۔ کہ فی الحقيقة صحیح ہو گئی۔ تو شام تک رکن اور بھیر قضاڑ کھننا لازم ہے۔ اور اگر کسی موفون نے یا کسی مرد نے صحیح صادق سے پہلے اذان دے دی۔ تو سحر کھانے کی صاف نعمت نہیں۔ جب تک صحیح صادق نہ ہو جائے۔ جزاً لکھ کر ہادی پڑھ روزہ افطار کرنے آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دینہیں پڑھ کا بیان

کرنی چاہیئے۔ البتہ جس روز اب ہو۔ احتیاط کے لئے ذرا اور کرتا بہتر ہے۔ کھجور یا خربغا سے افطار کرنا سخون اور باعث ثواب ہے۔ اگر یہ ہوں تو یا بہتر ہے۔ آگ کی پکی یا چیز مثلاً روٹ۔ چاول۔ شیر یا دیگر سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور لفظ صان روزہ میں نہیں آتا البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل دیگر دوسرا چیز ہو۔ اور خربغا اور کھجور سب سے افضل ہے۔ اگر کسی دسر سے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کرو گے تو نہیں اساثب ہرگز کم نہ ہو گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ پہنچ پاس سے ثواب عطا فرمائیگا۔ پھر تم اس کو دیں کر کے کہوں ہٹکر کہلاتے ہو۔ البتہ یہاں حرام یا سنتہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو۔ حدیث وفق سے ثابت ہے کہ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پیشی کی وجہ سے مزرب کی نماز و جماعت بیس دس بار نہ کی تا حیث کردی جائے۔ تو کچھ مصلحت نہیں۔ افطار کرنے سے پہلے یہ منتقوہ ما کافی ہے۔ اللهم لا حصر لک صحت و لکی دزر قلت افطرت اور افطار کرنے کے بعد یہ حب الطهار

بنت الموقت وثبت الاجماع شاء اللہ تعالیٰ۔

نزاریح اور عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بین رکعت نزاریح یا چھات و قرآن کا بیان مسنون ہے بعض لوگ باراں یا آٹھ بستاتے ہیں۔ علماء ہیں۔ اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے۔ تو نام رمضان میں

ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہئے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ جن سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہے۔ اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا ہے۔ اگر نزاریح میں دور رکعت پڑھنا ہوں گیا۔ اور پوری چار پڑھکر سلام پھر اتو ان چاروں کو دو کلیں بخیر شمار کرنا چاہئے۔ چار نو سمجھنے جس شخص کی دو چار رکعت نزاریح رہ گئیں۔ وہ امام کے عہدہ باجماعت وتر پڑھنے۔ اور پھر اپنی نزاریح ادا کرے۔ تو درست ہے۔ جس شخص کو عشاء کے فرض باجماعت نہیں لئے، وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے۔ جو حافظ روپری ملک میں قرآن مجید سنتا ہے۔ اس سے وہ امام بہتر ہے جو الہ ترکیت نزاریح پڑھاوے۔ اگر اجتن سفر کر کے قرآن مجید سنا جائے۔ تو نہ امام کو وہاں ہو گا مرتقدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت لگاہ ہے۔ نیا نئے تریخ میں امام سنا ناہ ہز نہیں۔ بیان یہ ذیہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

اعتكاف اور شب قدر کا مختصر بیان

آخر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ اگر تمام بستی میں کوئی شخص بھی نہ کرے۔ تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وہاں ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے

ہیں۔ کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سو لمحے حاجت فرمدی اور غسل ووضو کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا۔ اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں۔ البته نیک کلام کرنا اور بدلائی اور لڑائی چھکٹے سے بچنا چاہئے۔ اعتکاف اس سجد میں ہو سکتا ہے جس میں پچھا نہ ماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اگر پوکے آخر عشرہ اعتکاف کرنا ہو۔ تو میں نتاریخ کو آفتاب غروب ہوئے سے پہلے مسجد میں جلا جائے۔ اور جب عید کا چاند نظر آئے۔ تو اعتکاف سے باہر ہو۔ یہ بھی جائز اور باعثِ ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک آدھ کھنڈ کے لئے اعتکاف کی نیت سے سجد میں رہنے۔ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ کو ہونا احادیث میں

وارد ہے۔ لہذا ان مخصوص راتوں میں بہت محنت سے عبادات میں مشغول ہنا

چاہئے صدقہ الفطر کا بیان

صدقہ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات خانہ کے علاوہ سارے ہے باون تول چاندی

یا اسی قدر وزن کے روپیہ ہوں۔ یا زیور ہو یا مال و جایدید یا تجارت کامال ہو۔ یا سارے ہے سات تو لے سوٹا ہو۔ یا اسی قدر فذن تی اشتر فذان یا زیور ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ اس مال پر سال بھر کجھی لگند تھیا ہو۔ اگر کسی کے پاس بہت مال ہے لیکن قرض اس قدر ہے کہ اگر ادا کیا جائے۔ تو سارے ہے باون تو لم چاندی یا اسی قیمت کا، سباب، حدیث، فوایاں، ملن رہ، رکعت، آں جہ، حدیث، کیا ہے، غنم، اس کی قیمت یو سارے ہے تین سیر۔ اپنے غرز و اقارب سب کے زیادہ گندم ہیں۔ یا ان کی قیمت کو کیم ادمیں کا صدقہ الفطر دے دیا جاوے تو درست ہے۔ مستحق ہیں۔ ملکی شخص کو کیم ادمیں کا صدقہ الفطر دے دیا جاوے تو درست ہے۔ اور اگر ایک آدمی کا صدقہ الفطر کئی محتاجوں کو دے دیں تو بھی درست ہے۔ عبید کی غاز سے پیدا ادا کر دیا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ جس سے کسی حذر سے یا غلط سے روزے نہیں رکھے۔ اس پر بھی صدقہ الفطر واجب ہے۔ بشرطیکہ نذکورہ بالا مال بکھتا ہو صدقہ الفطر موزن یا امام وغیرہ کو اجرت میں دینا جائیں نہیں۔ اور

(البقیۃ علی ابی جعفر ابراهیم بن محمد بن ابی جعفر) کا فی ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت سلسلہ طیکار فاسق نہ ہو اور عبید کے لئے دو مرد ہوں یا ایک مرد۔ دو عورتیں۔ اور یہ نہیں کہ یہ کوئی دیشی ہیں۔ کہ چاند دیکھا ہے۔ اور شرط یہ ہے کہ فاسق و عبکار نہ ہوں۔ یہ سب مسائل حدیث وفقہ کی معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں:

حکیف المسائل

القول الصحيح وفي رکعات النافع

(الرسول نا محمد عبید اللہ صاحب ذیۃ غازیجان)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالتہ المصالح میں بین بین رکعت تراویح کے تعلق حدیث باب اساد تحریر فرمائی ہے۔ کہ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنفوں میں فرمایا ہے۔ حل شنازیز یہ ابنا ابراہیم بن عثمان مبنی الحکم عن مقسم عن ابن عباس مدن رحل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعتہ والوتر انہی۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ علیہ عنہ سند واثت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے پڑھتے رمضان میں بین رکعت اور وتر۔ اسی حدیث کو علاوہ ابن شیبہ کے بیہقی اور طبرانی اور بنوی ابو حییہ بن منصور نے روایت کیا ہے۔ اور اساد اس حدیث کا حسن ہے۔ یہ کہ مدارس کا ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان پر ہے۔ اور اس کو اگرچہ حدیث نے ضعیف کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ اس کی یہ حدیث باقی صحیح حدیثوں کے مقابلہ ہے۔ پس جب تم ثابت کر دیں گے کہ اس۔ اور یہ حدیث صحیح حدیثوں کے مقابلہ ہنہیں تو اس سے یہ بحث ساقط ہو جاوے گی۔

(البقیۃ التعمیق فی خواشی التقریب مطبوعہ زل کشور ص ۹) میں ہے۔ قال ابن عذر ای ضعیف ولما حادیث صالحۃ وان نبوہ ای لضعف خیر من ابراہیم بن ابی حبیبہ۔ یعنی امام ابن عذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہے۔ اور اس کی حدیثیں صارخ اور اچھی ہیں اگرچہ حدیثیں نہ اس کو ضعف کی طرف سوچ کیا ہے۔ (غور کا مقام ہے) تجزیہ و فرقہ ابراہیم بن ابی حبیبہ سے بہت اچھا ہے۔ اور ابراہیم بن حبیبہ کے متعلق حسبہ ایں کہا ہے۔ علقہ احمد فیصل بھی صالم ہے۔ یعنی ابی حبیبہ کو امام احمد نے نقہ کہا ہے۔ اور امام حبیبی نے صافی کہا ہے۔ وہ کہیجے جب ابراہیم بن حبیبہ

شخل ہنا

بس کے پاس

لہچاندی

مال ہو۔ یا

بروری نہیں

رضی اس

کا، سباب

ہ بالمال

چھوٹی۔

دوسرے

بے زیادہ

عید کی

یاغظت

و رہ بالقدر

ح صاف ہو

ا۔ ایک دو

یہ مسلمان کا

یہ دو

چاند کیجا

ت و فرقہ

کے متعلق یہ الفاظ موجود ہیں - تو ابراہیم بن عثمان کیا حسن الحدیث اور صاحب الحدیث بھی نہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لپٹے فتاوے مطبوعہ مجتبائی ص ۱۲۱) میں تحریر فرمانے ہیں : ابوحنیفہ ابراہیم بن عثمان آنحضر ضعف نہاد رک روایت اور امطر و رح مطلق ساختہ شود - اثرے اگر معارض اور حدیث صحیح میں شد - البته ساقط میں کشت ام - اب باقی رہا یہ سوال کہ اسکی حدیث باقی صحیح حدیث کے معارض ہے - سواس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لفظ کان کا دوام اور ہمیشگی پر دلالت نہیں کرتا - بلکہ جائز ہے کہ آں حضور علیہ السلام نے بعض ماہ رمضان تشریف میں بعض راتوں میں بسی رکعتیں پڑھی ہوئیں جن پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلع ہوئے ہوں - اور اکثر راتوں میں طول قایم اور دیوارہ رکعت یا التقاء فرما یا ہو۔ (مجمع الجار ص ۲۳۵) میں اکثر المحققین علی ان کائن لا یعلی علی النعم و الشکار - یعنی اکثر المحققین اس بات پر ہیں کہ لفظ کان کا تکرار اور دوام پر دلالت نہیں کرتا - پس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کسی صحیح حدیث کے مخالف نہیں کرتا - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کیف کان صلوٰۃ میں اللہ فی رمضان کا مطلب یہ ہے کہ کمتر از ختمی - تجد آنحضرت کی رمضان میں شاید باقی نہیں سے زائد پتو تو عالیغہ رضی اللہ عنہ فرمایا - رمضان اور غیر رمضان میں تعداد رکعات کے لحاظ سے تجد کیساں تھی - اور احادیث صحیحہ مخاطب ہے کہ آں حضرت شرحد آخر رات میں پڑھا کرنے تھے - چنانچہ مشکوہ کے باب اخر یعنی علی قیام اللیل کے اول فصل میں عائشہ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث موجود ہے - اور حدیث بسی رکعت والی سو وہ تراویح کے متعلق ہے - اور تراویح باجماعت بغیر دوام کے آں حضور نے اول شب میں پڑھنے چنانچہ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے - جو مشکوہ کے باب قیام شہر رمضان فصل شانی میں موجود ہے - اور حدیث ابی ذر سے یہ بھی ثابت ہے کہ ایک رات آپ نے تباہی کش مک قیام فرمایا - اور ایک رات نصف تک - اور ایک رات دو تباہی تک - تو مکن اے - ایک دفعہ

گیارہ رکعت پڑھی ہوں اور ایک ذفوہ میں یا گیارہ جماعت سے اور میں بغیر جماعت کے پس حدیث ابن حبان اور حدیث ابن ابی شیبہ میں لئی منتظر ہیں۔ بنی کہ نژاد یحییٰ بخیر جماعت بھی جائز ہے۔ (فالحاصل ان حدیث ابن عباس فی المذاہ و یحییٰ حسن الاسناد لانتصالہ و صلائم رواۃ ولا معاشرین لم) اور حدیث ابن عباس کے ثبوٹ کی ایک یہ دلیل بھی ہے کہ اکثر اصحاب کرام اور تابعین اور متاخرین کا اس عمل ہے خصوصاً خلفاء الراشدین کا رعنی اللہ عنہم میں اس قسم کے اتفاق کو بے سند و بے دلیل حدیث مرفعہ بتانا نمائیت ہی نادرست ہے۔

سوال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میں رکعت کو بعدت کیوں فرمایا۔
جواب: انہوں نے رکھوں کے متعلق بعدت کا لفظ بھی فرمایا۔ بلکہ اجنبی فرقہ فارسی واحد اور علی الدعام باجماعت اول شب میں نژاد یحییٰ پر مقفلہ بجا کے تھے جبکہ آخر شب کے دنیہ باہوں پر بجا طخت کے لفظ بعدت کا اطلاق فرمایا۔ نہ یہ کہ بجا طخت شریعت کے بعدت فرمایا ہے۔
سوال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مجھی گلیدہ رکعت پر یحییٰ ثابت ہیں

برداشت سائب بن زید: ذکر کیا رداشت مذکور کو امام مالک نے برداشت محمد بن یوسف کے سائب سے پکھا اور وہم کیا ہے۔ گیارہ رکعت کے ذکر کرنے میں محمد بن یوسف نے اور اس کو دہم پر خود امام مالک رحمۃ اللہ عنہ نہیں کیے تھے زماں فیہ ہے۔ چنانچہ رداشت مذکور کے بعد ذکر فرمایا۔ عنین یعنی دہم بن رومان اپنے قال کات الناس یقیونون فی زمان عمری رضوانی شیخو و عشرين رکعت (معوظ امام مالک صنیع) و نیز بہتی نے سنن میں برداشت یزید بن حفیغہ کے سائب سے یہیں رکعتیں ذکر کی ہیں۔ نووی ہے خلاصہ میں کہا۔ اکثر کی اسناد صحیح ہے۔ کتاب فتح العدیر وغیرہ اور میں رکعت کے متعلق اور بھی بہت روائیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف نے جو گیارہ ذکر کی ہیں۔ وہ

خطا ہے جیسا کہ عنقریب نقل مونگی سوال - اعرج کی روایت جو مولانا میں ہے - اس سے آٹھ رکعت ثابت ہیں جو اب
بھروسہ اعرج کی روایت کا حاصل یہ ہے - کہ کبھی قاری سورہ
کو آٹھ رکعت میں ختم کرنا تھا - اور کبھی پارہ رکعت ہیں - اس سے تین
ثابت ہوتا ہے کہ باقی رکعتیں تراویح کی نظر میں تھے - اب جب دو روایات
بھی رکعت کے متعلق اصحاب کرام نے تحریر کی جانی ہیں - جو ائمہ زین
و نصیب الراہ تحریر احادیث ہیں وغیرہ میں موجود ہیں - ملاحظہ فرماؤ
لا، عن زید بن وہب قال کان عبد اللہ بن معوذ نیصلی اللہ علیہ وسالم
فیصرف وعلیہ میں قال الاعمش کان نیصلی عشرت رکعۃ رواه محمد بن
نصر الموزی ورجالہ ثقات -

رس عن ابی الحنفہ ابی علی بن ابی طالب امر بر جلام لصلی اللہ علیہ وسالم
خمس شریعتیات عشرت رکعۃ نہ وادا وکیم فمسندہ وابن ابی
شیبة فی مصنفہ وفي استادکا طلب الحسناء . قال ابن معین ہری
عنه شریعت فالمکن بن صالح کوفی کذا ذکر الدوالی فی الدافی ف
بعضہ رجلہ ثقات رس عن ابی الحطیب قال کان یوم تاسید
بن عفلة فرمضان فیصلی حمس شریعتیات عشرت رکعۃ
رواه الحبیقی فی سننہ .

رس عن یحیی بن سعید عن عمرانہ امر بر جلام نیصلی عشرين
رکعۃ رواہ ابن ابی شیبة ورجالہ ثقات -
رس عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب نیصلی بالمدینۃ
عشرين رکعۃ رواہ ابن ابی شیبة ورجالہ ثقات -
رس عن عطاء قال ادرکت الناظن وهم نیصلوں تلہ تا وعشرين
رکعۃ بالہنڑ رواہ ابن ابی شیبة واسنادہ حسن -

رس عن سعید بن عبدیں ابی علی بن ربیعہ کان نیصلی عشرين
رمضان عشرين شریعتیات ویترسلات رواہ ابن ابی شیبة

واسنادہ صحیح۔ رَوَى عَنْ يَزِيدِ بْنِ رُومَانٍ رواه مالک كمام
 (۱۹) عن يزيد بن خصيف عن الشائب بن نعيل قال سأله القوم
 عَنْ عَمَدِ عَمَرٍ فِي رَمَضَانٍ بَعْشَرِينَ رَكْعَةً قَالَ وَهَا تَوَاتِيَكُمْ عَلَى
 عصیہم فی عَصَمِ عَتَّامٍ رواه ابی الحسنی واسنادہ صحیح امام
 ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سنت من تحریر فماتے ہیں۔ رئی اکثر اہل اعلم علی
 ماروی علیہ وحی و حشرت وغیرہ حماقہ اصحاب النبي علیہ السلام عشرين
 دلکعتہ و دھوقول سعیناں التزیری وابن الہبی را کے والشافعی
 رحیمهم اللہ تعالیٰ و قال الشافعی هکذا ادراکت ببلد نامکملہ یصلوں
 عشرین رکعتہ۔ یعنی تراویح اکثر اہل علم کے زعماً بسیں رکعت ہیں جیسا
 کہ حضرت عمر و حضرت علی وغیرہم اصحاب پیغمبر اسلام سے مرہقی ہے
 اور وہی قول سعیناں تزیری وابن الہبی اور شافعی کا ہے۔ کہا امام
 شافعی کے۔ اس طرح می نے تک شرفی میں پایا کہ بسیں رکعت تراویح
 پڑھتے ہیں۔ وَاللَّهِ تَعَالَى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
 تتبہ العاصی ابو محمد عبد اللہ الحلوی الحنفی النقشبندی علیہ عنہ از عکس
 عبدیم ذریہ غازی خاں

ضوری کذارث

جن خریداریں کی میعاد غریداری ختم

بھوچکی ہے براوکس سال آئیڈہ کا چند

بذریومی ۳۰ روپ جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ بذریومی وی یہی ہے رہزادیہ خرچ ہونگے۔
 جن حضرات کا چندہ بذریومی آرڈر و صوں نہ ہوا۔ ان کی خدمت میں آہ جزوی
 ۱۹۳۶ء کا ارسال بذریومی وی یہی ۵۰ میں ارسال ہو گا۔ جو صاحب کسی وجہ سے ایٹو
 خریداری کا ارادہ در کھنٹے ہوں وہ اپنے عنیدی سے بذریومی کا روپ مطلع
 فرمائیں۔ وی پی دلیں کر کے غریب کا رکنوں پر نماحت حصارف کا باڑا دنا لھتا
 کے خلاف ہے۔

کیفیت کا کردگی

ماہ نومبر ۱۹۴۳ء میں خاک ر مدیر نے تجویز احوار کو کامیاب بدلنے کی وجہ سے میل شریف پر چاہی والی - فروٹ و میٹریڈی میں تھوڑتھوڑی ریکے ذریعہ صلح انوں میں روچ عمل پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بھروسی میں الجن اسلامیہ کے جلسہ میں کامران بن کے خلاف ریز و بیوش بیش کر کے منظور بولیا گیا سمجھلوں میں تین تغیریں کرنے کا موقوفہ طلا۔ دارالعلوم غزیریہ بفضلہ تعالیٰ کا بیان کے ساتھ حل رہا ہے۔ سادہ م بلکہ کامیاب بدلنے کے لئے ہمایت محنت سے کامیابیجا برداشت ہے۔ جوڑی سید علی شاہ صاحب مکانوں کو دکن شعبہ تبلیغ خرب الانصار نے سمل ہوئے فرما تھیں تھامات پر دنی بدار کن قائم فرمادی ہیں۔ کوت شاکر ضلع جنگل کے مدرسہ میں ۵۔ ۵ طلباء جوڑے ضلع جنگل میں ۶۔ ۷ طلباء۔ چاہ چورڑہ سقفل اسیش بدوکی ضلع جنگل کے مدرسہ میں ۷۔ ۸ طلباء داخل ہو چکے ہیں۔ بالآخر نرفو۔ خداوند تعالیٰ ہرگیز کامدانوں کو دنی قدمی کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين۔

صاحبین قدمی کے قدم طریقے کا ایسا عضو وی کا ہے سورہ قم کا تباہ ہو جانا یقینی ہے۔ پھر کی تمام ترقی کا دار و دار ایمانی قوت یہ ہے۔

زندگی ذہب سے ہے ذہب نہیں کچھ بھی نہیں کے خوب الانصار کی مالی حالت قابلِ اطمینان نہیں وہ جریدہ دارالعلوم کے مصادر کے لئے ہر ماہ جدیدہ ذریعہ جامل رکنا پڑتا ہے۔ سلامہ جلسہ کے انعقاد کے بعد قابل عمل و مفہیم بخاری زندگی سرمایہ اختیار کی جائیں گے۔

ٹشکر و امتیاز

عالیٰ جانب حضرت مولا ناسید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین و امیر حزب اللہ جل جلالہ پور شریف نے مبلغ میکھڈ روپیہ دارالعلوم غزیریہ بھیو کی امداد

کے لئے علا خدا یا ہے۔ العلّۃ تعالیٰ حضرت مخدوم رح کوتا دبر سلامت رکھے۔ اور
اسلامی خدیت میں بیش از بیش حصہ لینے کا موقع عطا فرمائے۔ آئین۔
یاں شمس الدین صاحب ساکن منہڈ ڈیسوں نے اس مادہ ۵ جدید خریدار عطا فرمائے
یہی طرح اگر دوسرے خریدار بھی توجہ کریں۔ تو جریدہ شمس الاسلام کی مالی مشکلات
دوڑ ہو گئی ہیں جو

مدعی

تحقیق لا ریب

اس نام کی ایک کتاب مولیٰ محمد امیر علی صاحب ساکن گانگوہی۔
ڈاک خانہ و ضلع میانوالی نے بغرض تنقید ارسال فرمائی
ہے۔ جریدہ شمس الاسلام رفض و میزراجیت کی ترویج و دیگر اصلاحی مضامین کیلئے
وقف ہے۔ اس لئے تفصیلی تبصرہ نہیں کیا جا سکتا ضلع میانوالی کے علاوہ میں
آج کل مشکلہ علمی پرستخت تفریق رونما ہو چکی ہے۔ صحف مخدوم رح نے اس کتاب
میں سارے مولیٰ و علم الخیب پر کمل روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کو دیکھنے سے مضف
کی محنت کا پتہ چلتا ہے۔ جنم ۰۰۰ مضامین سے زاید ہے۔ قیمت صرف دو
روپیہ مقرر کیتی ہے۔ صحف مخدوم رح نے اعلان کیا ہے۔ کہ جریدہ شمس الاسلام
کے خریداران سے ہر لیا جائیگا۔ جو شخص جریدہ شمس الاسلام کو دو خریدار دیکھا۔ اس کو
ایک روپیہ میں اور جو ۵ خریدار دیکھا۔ اس کو راف ۱۲ میں کتاب ارسال کرنے جائیگی
محصولہ اک بنہمہ خریدار ہو گا۔ خواہ منہمنا صاحب مولیٰ امیر علی صاحب گانگوہی۔
ڈاک خانہ میانوالی سے طلب کریں۔

عمرہ کتابیں

اچنفیت

۱۰۰ صفحہ کے جنم کی کتاب۔ میرزا نیوں اور شجوں کے مقابلہ
میں سیف قاطع کا کام دینے والی پنجاب ہندوستان
سندھ و عرب بحیرہ کے کم وزمک ۵۰۰ علماء کے حکرام کے فتاویٰ دربارہ ارتدار

روافض و میرزا بیان نہایت مولل سیکھ طریقے سے درج کئے گئے ہیں قرآن و حدیث واقعیں صاف صنایعیں سے ان سیکھ پر روشی دالی گئی ہے صرف عمر کا نکاح کس طرح انصافی پیدرا لی مرد سے جائز نہیں ہے۔ غرض اردو زبان میں بے نظر مجموعہ ہے۔ ۵۔ رکے ٹکٹ بھیک طلب کریں پر

حقیقت تیشح | مولانا پیر طبی شاہ صاحب مدani۔ فرمب شیعہ پر کی حقیقت اچھی طرح درج کی گئی ہے۔ مسئلہ تقطیع پر مدلل و مکمل بحث کر کے شیعہ مذہب کا جھوٹا ہونا شایستہ کیا جاتا ہے۔ ۶۔ رکے ٹکٹ بھیک طلب کریں پر

نزانہ فحشی | بخابی زبان میں دلا ویرا کجپی پوشر نہیں کا مجموعہ۔ روافض کے خادم ساز مدلل کے قلعہ قمع کے نئے مع و حریقات مکمل ترید کی گئی ہے۔ نعمتوں و قومی نظمیں کا یقیناً قابل دید خزانہ کتابی صورت میں پیچا مرتبہ پیش کیا گیا ہے۔ شاہ محمد صاحب حضرتی ساز پنڈ دادن خان یا شیخ سالار شمس الاسلام بخاری سے ہے۔ رکے ٹکٹ بھیک کر جلت کریں۔

علمی جواہر | سال ۱۹۳۳ء و ۱۹۳۴ء کے رسائل علم الاسلام دفتر نہیں موجود ہیں۔ کچھ مدت کے بعد نہایت ہو جائیں گے۔ شمارت اینجی علی و مذہبی معلومات ان میں جمع کی گئی ہیں جیسیں جن مذہب کے رسائل درکار وہیں رفیق رسلما ہیں، سکھیاں سے ٹکٹ بھیک پر یا رقم منی آرڈر کرنے پر رسائل یعنی جا کئے ہیں۔ شاہ نعمتیں جلدی کریں۔ ۷۔ ورنہ بعد میں بچپن نہ کے سوا کچھ بھی قابل تحریک کیا جائے تمام کتابوں کے ملنے کا

پیشہ شمس الاسلام بھیرہ پتھجائب

میانی صلح شاہ پور پنڈویاں صلح گجرات میں یوں سے ظریعے

حق کی نکایاں فتح

پنجاب میں شیعہ مشن کی سرگردیاں اور شورش الگھر حركات حد سے متباہ ور
بُوچکی ہیں۔ اہل سنت بھی خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔ کذشتہ
دولی میں دو فیصلہ کئی مناظرے منعقد ہوئے۔ جن میں شیعوں کو راہ فراز
اختیار کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اور اہل سنت کے علماء کے مقابلہ میں ذلت و
رسوائی کا سامنا کیا گیا۔ شیعہ نسبت کے سوابتہ رازوں کا انتساب ہو گیا۔
اور عوام الناس بیراس نہ ہبکی حقیقت آشکا را ہو گئی۔

بیانی صلح شاہ پور میں مولوی چراغ الدین صاحب ساکن رنیطی نے شیعہ
مناظر فیضیں محمد صاحب مکھیا لوی کا ناطقہ تبدیل کر دیا۔ اسلامی مناظر نے شیعہ
نہ ہبکی حقیقت نہایت وضاحت سے بیان کر کے فیضیں محمد صاحب کر
لائیں۔ نہ ہبکی صداقت ثابت کرنے پر اک بیا۔ مگر فیضیں محمد صاحب نے شیعہ
مناظر کی خلاف ورزی اتنا حال انگریز رویہ اور آبایت قرآنی پیش کر لیں۔
سے تمام حاضرین پر اینی بدحواسی کا راز آشکا را کر دیا۔

پنڈویاں صلح گجرات میں مولوی شنا وال اللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ میں
مرزا احمد علی مشہور شیعہ مناظر کو لایا گیا۔ مرزا احمد علی صاحب حضرت مولانا
عبداللہ کو صاحب میر الخیم سے تکام کیریں و مکملی وغیرہ نہایت ذلیل شکتیں
کھا چکے ہیں۔ اور علامہ حاشری لاہوری کے خاص شاگرد اور شیخان پنجاب
کے بیانہ نا ز تیکچار ہیں۔ مگر تنہا اللہ صاحب کے پیش کرده دلائل کا جواب
دیتا تو درکندر ان کے مخالف ایک حرفا بھی زبان پر نہ لاسکے۔ صدر جلسہ اور
حاضرین نے بار بار توجہ دلائی۔ مگر مرزا صاحب استوار علی المرش اور ادصر
اُدھر تک فروعی مسائل کو بیان کر کے اپنا وقت گزارنے رہے۔ یقینہ مناظر

۱۵ شیعوں کے بقول اسلام کی صورت میں طاہر سوہ المحمد اللہ علی‌ذالک -
مولوی شناڑ اسٹ صاحب نے اصحاب شلاق تاریخ ضوان اللہ علیم اجمعین کے
میون کامل ہوتے پر تین ویں پیش کی تھیج - جن کا جواب آخر تک شیعہ
مناظرہ دے سکا - قابضین رام کی آگاہی کے لئے درج کی جاتی ہیں -

۱ - قرآن مجیدی سورہ روم میں جن مومنوں کا ذکر ہے - اس کی نظر
میں فروع کافی کتاب الروضۃ میں امام ابو جعفر کا قول موجود ہے
کہ اس سیدزاد ابو بکر و عمرؑ کی فوج ہے +

۲ - حسب روایات کتب مذہب شیعہ شلاق فروع کافی وغیرہ حضرت علی
کرم اللہ وجہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عزیز
کروایا تھا پر

۳ - فروع کافی میں درج ہے کہ امام ابو عبدی العبد نے ایک عورت کو
فتاویٰ دیا کہ ابو بکر و عمرؑ کے ساتھ مجتہ رکھا کس پر
مفتش کارروائی و روئیداد موصول ہوئے پر درج کی جائیگی - عام
حامل شیعہ قرآن مجید سے حضرت سارہ رضی ائمۃ عہدہ کا حالت خوشی میں
تھے پر یا خوشی کے ساتھ کہ اس کا سرینیہ کو لی و ماتم کا جواز ثابت کیا کرتے
تھے - شیعہ تھیج کہ میرزا احمد علی صاحب نے بھی بنڈ دیاں میں فصلت
و جھمکی دلیل روئے و پیشئے کے جواز پر یہ تھیج کر دی - اسلامی مناظرے نے جواب
دیا کہ حضرت ابراہیمؑ پر یہ تھیج کی خوشی میں کوئی سُنہ پر طلب تھی
ما رائحتا - اس لئے اس کے ساتھ لفظ خیکت بھی آیا ہے - یعنی وہ
ہنس پڑی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی توہار سے خوشی کے شہس طی
عورتوں کی عادت کے مطابق سُنہ پر رخچنی خوشی کی حالت میں مانا - اس
لئے کسی کے مرے پرینیہ کو بھی یہیں لکی - کوئی ہنس لکیا - شیخوں کو بھی اجابت ہے
کہ پیشے کی طیا پیدا ہونے پر ایسا نہم فوج لیا کریں - اس کے بعد اسلامی
مناظرے شیعہ ذمہ کی محدود تباوں سے روایتیں اور چھٹا ناجائز ثابت کیا
میان مناظرہ میں فوجت الذی کفر کا نقش موجود تھا: زنانہ مکار

نعت

(رازِ فتنی خدا بخش صاحب آدم وال)

محمد بنی صاحب دین الکل
نبیوں میں اعلیٰ رسولوں میں افضل
بشفضل مرخی کا کوئی نہ ثانی
لے لائش ریک بخلوق فنا نی
وہ اپنی صدائ قتی کی تصدیق خود میں
رہا اور دل میں وہ طبق خود میں
کتاب حقیقت کے اوراق خود میں
زمیں ایسا یا نہیں بلکہ کرکے دکھایا
کسی کچھ نہوت میں باقی نہ چھوڑی
بیوت کے خاتم میں ایسے بی بی میں
پڑھو و صفت ان کا خدا کی زبان تی
حربیں علینا نبی کریمہ
سرجا غیر استاد و قلمان سے
کسر کچھ ہائیت میں باقی نہ چھوڑی
حضرت کے بھی مولی ہیں ایسے ولی ہیں
سرجا غیر استاد و قلمان سے
و بالمومنین رُوفَ دَحِيمَ

حضرت عیسیٰ کی حیات و آمد شانی

حضرت امام عبد الوہاب شرعی کی زبانی

(بابو جبیب اللہ صاحب کلک دفتر نہ امرت سر کی فلم سے)

قرمز رائی کے باقی مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کے مریدوں میں سے ایک مرید
حکیم مولیٰ خدا بخش صاحب نامی نے ایک ضمیم کتاب "عمل مصنف" لکھی ہے پہلے
یہ کتاب ۱۹۰۱ء میں ایک جلسہ میں پڑھی تھی۔ پھر ۱۹۱۶ء میں یہ کتاب دو بلدوں
میں شائع ہوئی ہے۔ پہلا حصہ ۵۳ صفحوں کا ۱۹۱۶ء میں مطبع وزیر چنہ
امرت سر میں چھپا ہے۔ اور دوسرا حصہ ۵۲ صفحوں کا ایک نسخہ قادیانی میں چھپا ہے۔
پہلے حصہ میں مصنف ناصف نے حضرت مسیح ناصری کی وفات پر زور دیا ہے۔

یقول مصنف مرزا صاحب قادیانی نے ایک بار فرمایا کہ میرے مریدوں میں کسی نے آجتک ایسی عمدہ کتاب نہیں لکھی (عمل مصنف اخفة اول صفحہ) میرے پاس یہ کتاب مطبوعہ ۱۹۱۷ء موقود ہے۔ پہلے حصے میں مصنف نامنصف نے خاتم سے کام لیا ہے۔ اسلامی تفہیم کی عبارتیں پورے طور نقل نہیں کیں لطف کی بات یہ ہے کہ جس قدر کتب احادیث و تفاسیر و تواریخ و عقائد کے حوالے مصنف دستے ہیں جوہ سب کتابیں (سوکے حین کتے) مجھے دستیاب ہو گئی ہیں۔ اور میں نے ان حدیث کی کتابوں تفہیم۔ تواریخوں اور نعمت کی کتابوں فغیرہ کا اچھا طرح مسلطہ کیا ہے۔ بطور نمونہ اس مرزا نامنصف کی ایک خیانت دلیل میں درج کر کے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیہ

حکیم خدا بخش مرزا لیٰ کی خیانت

کتاب عمل مصنفی کی جلد اول کے باب ۸ کی فصل ستھویں (میخ کی دفات پر دیگر اشخاص کی شہادت) میں صفحہ ۵۲۵ پر لکھا ہے

”شہادت امام شرعی رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ اپنی کتاب طبقات جلد ثانی بصفحہ ۴۷۰ لکھتے ہیں۔ وکان یقیناً ان علی بن ابی طالب رضی کما رفع عیسیٰ علیہ السلام و سینیل عیسیٰ علیہ السلام (ترجمہ) وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب بھی اسی طرح اٹھائے گئے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے۔ اس نے ظاہر ہے کہ جیسے حضرت علی کرم اللہ وجوہ، اس دنیا سے دفات پاک اٹھائے ہیں۔ اسی طرح حضرت علیہ السلام بھی نعمت کی موت سے پچ کر طبعی نعمت کے بعد آسمان پر گئے“

جواب

اصل بات یہ ہے کہ حضرت امام عبد الوہاب شرعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”طبقات الکبریٰ“ نامی (مطبوعہ ۱۹۱۷ء مطبع عاصہ ممبصرہ) کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۳ پر ایک بزرگ سید علی الخواص نامی کا مسہب بیوں نقل کیا ہے :

کان یقیناً ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رفع کما رفع عیسیٰ علیہ السلام

و سینزل کما ینزل عیسیٰ علیہ السلام (ترجمہ) سید علی الخواص کہا کرتے تھے کہ تحقیق حضرت علی بن ابی طالب امّھا تھے گئے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے اور حضرت علی نازل ہو گئے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو گئے۔

مندرجہ بالا عبارت تو بتاریٰ ہے۔ کہ حضرت سید علی الخواص نامی ایک نبیگ کا فول حضرت امام عبد الوہاب شعرائی نقش فرمائے ہیں یہ امام عبد الوہاب شرعی کا اپنا عقیدہ ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپ سید علی الخواص حضرت عیسیٰ اور حضرت علی کے رفع اور نزول کے قائل تھے۔ مرا الی مصنف کی خاتمت ملاحظہ ہے۔ اصل عبارت یوں ہے۔ و سینزل کما ینزل عیسیٰ علیہ السلام" مگر اس مصنف نامصنف نے یوں لکھا ہے و سینزل عیسیٰ علیہ السلام" حضرت امام عبد الوہاب شعرائی کا ذمہ دعویٰ کا ذمہ دعویٰ اس بارے میں دیکھنا ہو۔ تو ان کی مشہور کتاب "الیوقت والجواب فی بیان عقائد الکابر" کی جلد دوم۔ بحث ۵۶ خوب غور سے پڑھو۔

حضرت امام عبد الوہاب شرعی کا عقیدہ

اب میں ذیل میں حضرت امام عبد الوہاب شرعی کا عقیدہ اس باسے میں ان کی کتاب "الیوقت والجواب فی بیان عقائد الکابر" کی جلد دوسری بحث ۵۶ ویں صفحہ ۲۹۱ سے نقل کرنا ہوں۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا یہ خلاصہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ اگر تو سوال کرے کہ عیسیٰ کو یقیناً پھر کب اور کس طرح مریگا۔ نواس کا جواب یہ ہے۔ کجبیا کشیخ الہنفی الدین صوفیؒ نے فتوحات مکہ کے باب ۶۹ میں فرمایا ہے۔ کہ عیسیٰ "دجال کو قتل کریگا اس وقت فوت ہو گا۔ اگر تو سوال کرے۔ کہ عیسیٰ کے نزول پر کیا دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ اُس کے نزول پر ایڈت و ان من اهل الکتاب الائقوث من بہ قبل موتہ ہے۔ یعنی جس وقت نازل ہو گا۔ اور لوگ اس پر کھٹے ہو گئے اور مقتولہ اور ظالمس فہ اور یہودا اور نصاریٰ نے حضرت پیغمبر کے جسم

ساختہ آسمان کی طرف جانے سے انکار کیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیینی علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے ۔ وانہ لعلی للساعة (عینی البنت قیامت نکنث نی ہے) اور قرآن کے لفظ علیم کو عین اورلام کی نبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے ۔ جو علامت کے معنے دیتے ہے ۔ اور ائمہ میں خصیر ہے وہ حضرت عینی علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے ۔ واسطے قول اللہ تعالیٰ **وَلِهَا صَرْبَابْ اَبْنَ مُرْتَمَ مُثْلَّاً اَوْ رَسْ كَهْ مُغْنَهْ هِنْ** ۔ کہ تحقیق حضرت عینی علیہ السلام قیامت تی ثانی ہے ۔ اور حدیث میں دجال کے بیان میں آیا ہے کہ پیشان نمازیں ہوں گے جب اللہ بھیگنا میخ ابن مریم کو لمب آپ دشمن کے مشرق میں سفید منارہ کے قریب اُزیز ہے ۔ دوزرد چادروں کے دریان میخ رکھتے ہوں گے اپنی دھمکیوں دو فرشتوں کے پروں پر ۔ ۔ ۔ پس البنت ثابت ہو گئی ۔ حضرت مسیح کا نزول کتاب اور سنت سے : حق یہ ہے کہ حضرت عینی علیہ السلام مجھے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے ۔ **بِنِ رَفْعَةِ اللَّهِ أَيْدِيهِ بِلَكَهُ خُدَّا نَسْأَلُ** کہ اپنی طرف اٹھایا ہوا حضرت الظاهر قزوینیؒ نے فرمایا ہے کہ جان لے تو حضرت عینی علیہ السلام کے آسمان میں جانے کی کیفیت اور اس کے اترے اور آسمان میں ٹھیرنے کی کیفیت اور حملنے پینے کے سوا اس قدر بھرنا یہاں قبل سے ہے ۔ کہ عقل جانے سے قادر ہے ۔ اور ہمارے لئے اس میں بجز اس کے کوئی راستہ نہیں ۔ کہم اس کے ساتھ ایمان لادی ۔ اور اللہ کی اس قدرت کو نہیں کریوں ۔ ۱ در طاسفر دنیہ جو اس مسئلہ کے نتکریں ۔ اس کا بہت طویل ذکر کیا ہے ۔ پس اگر کوئی سوال کرے کہ اس قدر عرضک حکانے میں سے بے پرواہیا ہے کہ اس کوئی سوال کرے ۔ حالانکہ ائمۃ نعمانی نے فرمایا ہے ۔ وما جعلنا ہم حبد الا یا کلون الطعام ۔ ہم نے انبیاء کو ایسا جسم نہیں نیا یا حرکانے پینے سے بے پرواہیا اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ طعام کھانا اس شخص کے لئے ضروری ہے ۔ جو زمین میں ہے ۔ کیونکہ اس پر سوا گرم سرد نہیں ہے ۔ اس نے اس کا کھانا پینا سختیل ہو جاتا ہے ۔ جب پہلی غذا

ہضم ہو جاتی ہے۔ تو امیر تعالیٰ اس کو اور غذا اس کے بدیل میں عنایت کرتا ہے کیونکہ اس فیکا غبار آلوہ میں خدا کی یہی عادت ہے رنگین جس شخص کو امیر آسمان کی کی طرف اٹھایا گی۔ اللہ اس کے جسم کو اپنی قدرت سے لھیفت اور نازک کر دیتا ہے اور اس کو کھانے اور بینے سے ایسا بے پروا کر دیتا ہے۔ جیسے اُس نے فرشتوں کو ان سے بے پروا کر دیا ہے میں اس وقت اس کا کھانا تبیح ہو گا۔ اور اس کا پانی تہیں ہونگا۔ چیساً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اب اپنے رب کے پاس رات گذرا تا ہوں۔ میرا رب مجھ کو کھانا دینا ہے۔ اور یا ان پلٹاتا ہے۔ اور مرغ فرع حدیث میں ہے کہ دجال کے پہلے تین سال قحط کے ہوں گے پہلے سال میں آسمان تیسرا حصہ بارش حاکم کر دیگا۔ اور زمین تیسرا حصہ زراعت کا کم کر دیگی۔ اور دوسرا سال میں دو حصے بارش کے کم ہو جائیں گے۔ اور دو حصے زراعت کے کم ہو جائیں گے۔ اور تیسرا سال میں بارش پاکل بند ہو جائیں گی۔ میں سماں بنت زید نے عرض کی یا رسول اللہ اب تو ہم آنکو نہ صحت سے پکھنے تک بھروسے صبر نہیں کر سکتے۔ اس دن کیا کریں گے۔ فرمایا جو ہبہ اہمان کو کفایت کرنی ہے یعنی تبیح اور تہیل وہی چیز اہل ایمان کو کافی نہیں فرمایا ہے۔ کہ تم نے ایک شخص خلیفہ خرا مامی کو دیکھا ہے۔ وہ شہراہ میں (جو شرقی بلا دسے ہے) مقیم تھا۔ اس نے سو سال کچھ نہیں کھایا۔ اور دن رات اللہ تعالیٰ عبار میں مشغول تھا۔ اور اُس سے اس میں کوئی ضعف نہیں آیا تھا۔ میں جب یہ بات ممکن ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تئی آساؤں میں تبیح تہیل کی خدا ہو۔ تو کیا احمد ہے۔ اور ان بانوں کا اللہ ہی عالم ہے؟

نتیجہ: راس سندھ بالاعمار سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت امام عبد الوہاب شرفاًؒ وفاتِ مسیحؑ کے قائل تھے۔ چنانچہ اُن کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

”فالحق انما رفع بحسبده الی السماء والسمان بد الاك واحد.“
یعنی ادھق یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم مبارک نے ساخن آسمان کی طرف اٹھاتے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان لاناً واجب ہے۔

حضرت امام حسروف کی اس تحریر و لپڑریں مزا صاحب "قادیانی" اور ان کے مریدوں کے اس اعتراض کا مقصّل اور محتقول جواب بھی آگیا۔ جو وہ کہا کرتے ہیں تھے حضرت عیسیٰ انسان میں کیا کھاتے ہیں؟

بیانِ محمد و احمد صاحب قادیانی خلیفہ کے گمراہ کرن عقاید

(اب جیب اللہ کلرک دفاتر نہ امرت سر کی قلم ہے)
عقیدہ لا نہایا

بشراتِ اسدہ احمد کا صل حقيقة مصدق

اللہ حضرت میح موعود نے اپنے آپ کو احمد کہا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ صل مصدق اس پیشگوئی کا میں ہی ہوں۔ کیونکہ بیان صرف احمد کی پیشگوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمد اور محمل دونوں تھے۔
(انتقال الفعل ص ۲۴)

رہا، میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ یہ آیت میح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جانا ہے۔ کہ احمد امام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی شک ہے لیکن میں بھاگ تک عورت رہا ہوں۔ میر العین بڑھتا جاتا ہے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں۔ کہ الحمد کا جو لفظ قرآن نعم میں آیا ہے۔ وہ حضرت میح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔
(ابورخلافت ج ۱)

رسن اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت کے مصدق حضرت میح موعود ہی ہیں۔
(ابورخلافت ج ۱)

اہم پس اس آیت میں جن رسول احمد نام دا لے کی جلدی لگئی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر وہ تمام نشانات جو اس احمد

تمام رسول کے ہیں۔ آپ کے وقت میں پورے ہوں۔ تب بشک ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ اس آیت میں احمد نام سے مراد احترست کی صفت کا رسول ہے۔ اُنہیں کہ بت نشانات جب آپ میں پورے ہو گئے۔ تو پھر کسی اور پیاس کے چیز کرنے کی کیا وجہ ہے یہیں یہ بات بھی نہیں۔ (لavor خلافت ص ۲۷)

(۴۵) (س پیشگوئی میں کوئی ایسا نقطہ نہیں ہیں سے یہ ثابت ہو۔ کہ یہ پیشگوئی خاتم النبیین کے متعلق ہے۔ نہ کوئی اور ایسا غلط ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ پیشگوئی صوراً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چیز کرنی پڑے) (ابیضاء صفحہ ۲۳۶)

(۴۶) اب میں اس بات کا ثبوت قرآن کرم لئے پیش کرتا ہوں۔ کہ اس پیشگوئی کے مصدق اق حضرت مسیح موعود ہی ہوتے ہیں نہ اور کوئی (لavor خلافت ص ۲۸)

اکے) اس کے اصل مصدق حضرت مسیح موعود ہیں۔ (لavor خلافت ص ۲۸)

(۴۷) حضرت مسیح موعود ہی احمد تھے۔ اور آپ ہی کی نسبت اس آیت میں خبر دی گئی تھی۔ (ابیضاء صفحہ ۲۸)

۹۔ جب اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے وہ کاہنہیں۔ اور اس شخص کی نبییں ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں۔ تو اس سے خود تیجہ نکل آیا۔ کہ دوسرے اس کا مصدق ہیں۔ اور جب تم یہ ثابت کر دیں۔ کہ حضرت مسیح موعود اس پیشگوئی کے مصدق ہیں۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ دوسرے کوئی شخص اس کا مصدق ہیں۔

(الفصل - ۲ و ۵ دسمبر ۱۹۶۸ء - ص ۵)

۱۰۔ اس آیت میں ایک ہی شخص احمد نام کی خبر دی گئی ہے سندو کی جب اس پیشگوئی کا ایک متحقق مل گیا۔ تو استطریخ تمہارا۔ اور پیشگوئی پوری گئی راستے میں اگر یہ ثابت کر دوں۔ کہ حضرت مسیح موعود اس کے مصدق ہیں۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ احمد نام داتے رسول آپ ہی ہیں۔ دوسرے کوئی اس میں شامل نہیں۔ کیونکہ احمد نام کے ایک ہی رسول کی اس جگہ خبر دی گئی ہے۔ نہ ایک ستے زیادہ کی ہے۔

للفصل - ۲ و ۵ دسمبر ۱۹۶۸ء - ص ۵)

۱۱۔ ہم تو ظلی طور پر آپ کو (یعنی مرتضی صاحب کو) اسمہ احمد والی پیش کیئی کا مصدقہ نہیں مانتے بلکہ ہمارے تزویب آپ اس کے حقیقی مصدقہ ہیں۔ (انضباط کا لامنبر ۳)

۱۲۔ ”بیراد مدعی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اس پیشوائی کے اصل مصدقہ ہیں اور آپ کا نام احمد تھا۔“

(الفضل سلوخہ ۲ و ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۷)

دوسری عقیدہ

”وَاللَّهُ مَتْمُمُ نُورٍ وَّلَوْلَكَ الظَّافِرُونَ۔ اَوْرَ اللَّهُ تَعَالَى اِيَّتَ نُورٍ كُوْدَارَكَهُ
چھوڑے گا۔ تو کہ فخر نہیں ہی کریں۔ یہ آئیت بھی احمد رسول کی ایک علامت ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئینت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اِنعام نور کا وقت ہے۔ اور گو قرآن کریم سے یہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی۔ مگر اِنعام نور آپ نے وقت میں تسلیم نہیں ہوتا۔ بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہو گا۔“
(انوار خلافت ص ۱۱)

پیلسٹر ا عقیدہ۔۔۔ ایک متوatz حدیث جو صحابہ میں پالی جاتی ہے۔ بلکہ چخاری کی حدیث ہے جس بتاتی ہے کہ تین سال یا چھ سال تک اپنی دوست کے معنی کرنے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد رہا ہے۔ (لحریقتۃ الامر ص ۱۱)
چو چھا عقیدہ۔۔۔ جو بہکم احضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گذشتہ ایسا نام وہی دوست کو گذشتہ انبیاء کے نام نہیں دیتے گئے تھے۔ ایسا نام تو گی مسیح دیگر کے تو منتظر ہے۔ ادب بھی ہیں۔ مگر آپ کے منتظر نہیں حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے مدعاو ہیں۔ (الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۱۶ء ص ۵)
حضرت یحییٰ کو صرف ایک بھی کا نام دیا گیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن کے لئے حضرت یحییٰ ایک دلیل کے طور پر ہیں تمام گذشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے ہیں۔ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۱۶ء ص ۵)

پانچوں عقیداً

”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ اور ان کے پیچھے خدا نے پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک بنی کے منکر ہیں۔“
(الوار خلافت ص ۹۰)

خطاب مسلم

وازیڈ و لایت شاہ صاحب ششتی فاضل ٹھیک گوئنٹھ ائی سکول سرگودھی
بے خبر مسلم ذرا اپنی مسلمانی بھی دیکھ
غیر کاشوق عمل ایسی تن آسانی بھی دیکھ
انتہا غفلت کی اپنی حکم قرآنی بھی دیکھ
انتم الاعلوں بھی اور اپنی ارزانی بھی دیکھ
جیف آپس کے عناد اور امر تباہی بھی دیکھ
آذما اسلاف کا توجوش ایسا نی بھی دیکھ
ایسا بع صطفی میں ان کی قرآنی بھی دیکھ
بے پناہ جذبہ واستعلال لاثانی بھی دیکھ
سطوت و صوت بھی دیکھ اور حق جانی بھی دیکھ
سادگی بھی اُنکی سلطنت رانی بھی دیکھ
دن کے دنیاوی شغل شب کی شاخوانی بھی دیکھ
جانبازی محدث اور سیفِ حادی بھی دیکھ
وین کی خدمت گزاری کے لئے جیتے تھے وہ
خوش رضاۓ ایزدی پر دامما ہستے تھے وہ

اپنے اس ظلمت کدھ کو نور سے آباد کر
دام سے صیلوا کے اپنے تینیں انلکھ
دیکھنا سکی نہ ہو۔ تو پر استعداً کر
کوڈ میدانِ عمل میں روح احمد شاد کر

لیئیں لالہ انسان الاماسعی مذکورے
بے تجھے ذات نے مجھے اے بے رو سماں تو
کل مومن اخوت کا دریں تھا تو نے لیا
سامنے ٹھل کے کیوں چ پت اب ہت تری
اک اشناے پر فدا کرتے تھے مال اور جان بھی
نورہ تکبیر کیکر کو دتے خطرات میں
تھے اشتدا علی المخالف اپس میں رحم
کوئی بھی نیا کی طاقت آتھے ہیں جیتنی نہ تھی
کادر زار دہر میں رہتے تھے مرثیہ عمل
اک سے اک بڑھ کر قدم رکھنا خدا کی راہ میں

اٹھ ذرا بھوے سبق کو از سر ڈیا دکر
خوب شیریں سنبھل عزت کے رہنا ہے اگر
دی پڑے تحریک دیں ہے کفر کی ہڑاں حال
ان روایات ہیں کوئن نہ تو افسانہ وار

جور و استبداد کی جڑ کاٹ کر برپا کر
اسوہ حسن سے ہو طبیوس مجلس شاندار
اوہ رنج و غم کو وقف سینہ بسیدا کر
ہاں جگائے قلبِ نعمۃ تائبیر سے
لکھ تو حید کا ڈنکا بجا عالم میں تو
پھر سادات اتو اخوت سے جہاں آباد کر
بیٹوں میظہوم اف انوں کے دکھنی حصہ
اور تمیوں سکیوں بیویوں کی امد و کر
چند روزہ زندگاتی کو غنیمت جانے
کب تک ٹھکا پھر لگا۔ اک تو اصغر مانے
(راضی)

شمنوں سے میل بھی قومی طرفداری بھی ہے

(از مولانا شیخ قلندر پیران قادری ذہبیر عاقل شاہی میون)
شمنوں سے میل بھی قومی طرفداری بھی ہے
اس یہ اے ملت کے دُن نیلم و نیداری بھی ہے
لے اس بُنگناٹ نام وے گرفتار ہوں
منصب غرت کا خواہاں محفل اغیار میں
میں اسلام کا ہے مُنسِ لفڑار بھی
بزرگی بھی تو قومی پیشواؤں کی کرے
آشنا خارت گرانِ قوم سے مخطوط ہو !
دن دنیا پر کرے قربانِ توئے خود بست
جلسے قومی میں ہوتا ہے جہاں تیسا تکندر
جیسیں اسلام کے نعت گرامیات ہے
مال و دولت فخر و عزت عارضی اسباب ہیں
طمع دنیا میں ہی سہاں ذلت خواری بھی ہے
خود عرض ناکام دینا سے گذرتے ہیں ذہبیں
نام کو مرتے ہیں جوان کی گرفتاری بھی ہے

شمسِ اسلام کی نظمت شکن کرنے میں ۱۹۷۴ء

نامور اشخاص کا قبولِ اسلام

گذشتہ ماہ جناب پروفیسر کماکپا کو ارانے جو کمپلیگنی افرانی سیاح و سوداگر ہیں۔ اور جنہوں نے آج سے دس سال پیشتر اسلام قبول کیا تھا۔ ایک اجلاس میں تقریباً فارمی جس میں آپ نے مغربی دنیا میں اسلام کے فنا فراست قبول کے موضوع پر اظہار خیالات کیا۔ آنہوں انگلتان میں اسلام کے انتہائی نشووناکی نارخ پر پڑھنی ڈالی اور بستلا یا کچب اقلی ہی اول اسلام آس ملک میں رونما ہوا۔ تو اے ایک خوفگوار میراں عمل میسر آیا۔ کینونہ انگلتان کا اصل مذہب درحقیقت توحید تھا۔ عیا ایشت کی ظاہری سیمات تو بعد ازاں کا اضافہ ہی سجن مذہب صنم پرستی کا چربہ ہیں۔ اس وقت عیا ایشت کی ظاہری چمک دلک اور اس کی نامہاں اور تندیب و تمنہ سیاسی لفوق کنہ ناٹراش دماغوں کو بھلی معلوم ہونے لگی یہ ظاہری یعنی سُر اصل اصلاح شدہ احباب کو بہانے لگا۔ شومی فرمت سے جسم قوت عیا ایشت اس پیام صلیب کو زیادہ سرگرمی اور کرم جو شی سے لوگوں تک پہنچانے میں سرگرم عمل تھی۔ اس وقت مسلمانوں نے تبلیغ اسلام کے ذلیلیکی ادا بیگی میں اشد شدید نیخاق فلان بننا وہ اس تبلیغی نگ و دو میں ٹھنڈے پڑ گئے۔ حالانکہ تبلیغ دین تبلیغ ہی ان کا اور ان کے ابا و احیا و کا اتیاڑی نشان رہا۔ تبلیغ دین ہی نے انہیں عزت و شروت بخشی۔ اور آئندہ بھی تبلیغ اسلام ہی انہیں با منفعت تک پہنچا۔ ایسی۔ الخرض مسلمانوں کی تضاف شخاری و جمود کا تبیجہ ہے تو اس کے اسلام حالت سکون میں جہاں بخواہیں رہا۔ لیکن اس کے مقابل عیا ایشت نے سرعت ایگزیکٹوں کی ہے۔

حریز پروفیسر موصوف نے تقریب کو جو ری رکھتے ہے بیان فرمایا۔ کہ یا مرکب گونہ موجبِ مُرت ہے۔ کہ حال ہی میں روزِ عمل شرمند پہنچتا ہے۔ وہی تربیت۔ قوی۔ لوئی با اور اقتصادی مسائل حاضرہ علیوی تبلیغات کے کھوکھلائیں کہ اب اس سے بے نقاش کر رہے ہیں۔ تاکہ لوگوں کا اسلام کے لئے شرح صدر حاصل ہو۔ اور اسلام پھر ایک دفعہ اپنے جملی محسن اور اوصاف کی وجہ سے ان لوگوں کو اپسیں کرے جو نہ صرف حصی سماں

بلکہ وہ جب جن کے خاندان کو ذرہ بھر بھی اسلام سے نعلق ولگاؤ رہا ہے۔ ان امید افراد اس کے ماخت ایک عدہ اور اعلیٰ منتظم کی ضرورت ہے۔ جناب پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ اسلام کے متعلق اس طبقی پڑھی ہوئی روح قبولیت و خوش گوا رضا مستفید ہوئے کہیے میں خود اونچی میں ایک اونچی مشقی مسلم لیگ قائم کرنے والا ہب جن کے پیشہ تحریک کا ایک زبردست مطبع ہو گا۔ جس سے ان خیالات کی کثرت سے نشوہ اشاعت ہو گی پروفیسر مددوح کے نیکرے بعد اسی موضوع پر ایک طویل مباحثہ ہوا۔ اور انہوں نے اسی موضوع پر مستقبل قریب پروضاحت کے ساتھ مزید خیالات کے اظہار کا وعدہ فرمایا ہے۔

جناب ہے۔ ایں۔ سی۔ ایچ۔ بیٹھم

الموسوم بہ محمد علی صاحب کا اعلان اسلام مت
جناب الیاس محدث علی صاحب ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بری و بھری فوجی ملازمت کی ۱۹۱۹ء میں فرط لفظی کے عہدے سے آپ کو منشی ملی۔ آپ نے لپٹے اعلان اسلام کے سلسلہ میں فرمایا۔ روح انسان کی انتہا گھرائیوں میں قادر مطلق کی ہستی کا دعائیں منظور ہے۔ یہ احساس باری خالی کوم و بیش نوای و تقدیمی حالات پر خصر ہے۔ اور اس ماحول پر بھی بہت حد تک اس کا حصر ہے جس کے اندر کسی نے نشوہ نہ پائی ہو۔ کیونکہ ہمارے ختنہ نہ ہی خیالات اسی ماحول کے اندر ڈھلتے ہیں۔ امور بالمعینہ میرے حسب حال میں سیرے والدن کڑکی تھوک تھے۔ انہوں نے کڑک تھوک لئیم محجج پھر پادری بنا تھا۔ لیکن قضا و قدر کو کچھ اوری منظور تھا۔اتفاق حسنے سے مشرق سیدھے ملک جادا میں چلا گیا۔ اور مجھے خود اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی تہذیب تملک کی تھی حالات و اخلاق ان کے اندر رکر دیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے متابدہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب سے شدید الفت ہے مسلمان دن کے سچے وفاوار ہیں۔ ان عینی شاہد سخن میری آنکھیں کھوں ہیں۔ انہوں نے پادری صاحبان کے اس کذب و افتراء کے پول کو بنے نقاب کر دیا۔ جو وہ مسلمانوں کے سرخوب پر ہے تھے۔ میں نے پادریوں اگر مسلمانوں کو کافر کہتے ہوئے سننا۔ وہ مذہب اسلام جنہیں پادری صاحبان بینما دعیوں سے ملوث کر کے بذنام کیا کرتے تھے۔ اور جسے وہ ناقابل عمل و قابل نفوذ

نہیب کمکٹر ہکارا یا کرتے تھے۔ وہ پیارا نہیب اسلام ایسا نہیں۔ یہ محض ان کا جھوٹا پروگرینڈ ہے زور اسلام پر محض افرا ۱ اور بہتان ہے ہے ۲۔

جو پائیجیت امر دلدادہ صداقت ہنسیکی وجہ سے آج سے چھ سال پیشتر یہی سے اسلام کی حمایت و صیانت کے لئے کمر باندھ لی۔ اور اسی وقت سے میں باطل و ناروا شک و شہرات کے بال مقابل دینائے نہیب میں اسلام کو اس کی حقیقی وجاہیز جگہ دلانے کے لئے تھے تن مصروف عمل ہو گیا۔ اس مقصد عظمی میں میں نے برض مقدر خایاں و نیکدل حضرات کی استفادہ بھی حاصل کی۔ اور ہالینڈ میں بھی اسی شان و شکوہ والی صبح کی تیجہ کا میں متعین ہوا سجن لندن برلن اور پیرس میں موجود ہے۔ رفتہ رفتہ مجھ پر حققت مشکلت ہوتی گئی۔ کہ اسلام کے لئے تیگ و دو کا جاری رہتا ازیں ضروری ہے اسی اثوار میں میں نے بعض مخلص علم بھائیوں کی عنایت و فوج سے اسلام کے شعلق بہت کچھ سیکھ لیا۔ قرآن مجید کے کماحتی سلطانہ کے بعد یہ امر صحبوؓ محقق ہو گیا۔ کہ یہ اندھیب ہیں ہمیشہ سے غیر محسوس طور سے اسلام رہا ہے۔ موجودہ اطہار اسلام سے فرق ہرف اتنا ہے کہ اب میں اعلانیہ طور پر اسلام کی قولیت کا اعلان کر رہا ہوں۔ وگرنہ علاً تو سالہاں سال سے میں فطری اصول ہئے اسلامی کا پاسند رکھ رہوں۔ اعلان کے لئے اس وقت میں ازحد مسروڑ ہوں۔ اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کے اندر رکھ جو پریز لذیضیہ عائیہ ہوتا ہے کہ میں ان کے سائل میں کر انہوں نے تھامی کی حمد و شکر کروں۔ اور کل نسل انسانی کی تجارت کے لئے ساعی ہوں۔

بہار مریض اشدن شدید کلیف کا موجب ہوتا ہے۔ کہ میں نے کیوں آج یہ سے خیز بہس پیشتر یہی اس پبلیکے نہیب سلطان کو قبول نہیں کیا۔ اسی تحریر کو اب میں ختم کر رہا ہوں اور ختنی وعدہ کر رہا ہوں۔ کہ آج سے میری آئندہ زندگی دنیا کے بہترین نہیب اسلام کی خدمت و اشاعت کے لئے وقت رسیگی ۳۔

خادم ہے۔ ایل سی۔ ایچ۔ بیٹھ۔ الموسوم محمد علی۔

سینٹ ارجن لعل سینٹھی کا لگرس لیڈر اجھیر۔

ماہ اگست ۱۹۶۸ء میں اجھیر شریف سے مشہور کانگریزیں پریز لذیضیہ ارجمند صاحب نے جامش شاہ جہاں میں بعزم حجۃ تقریر کرنے کے بعد اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

سینیو صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ سالہاں سال کی تحقیق کے بعد مجھ سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں بجات نظر نہیں آتی۔ آج سے میرزا زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہو چکی ہے ۔ ڈالر گرمانوس

آٹھ رہا کے نامور پروفیسر ڈالر گرمانوس جو آجکل ٹیکیوریٹیوٹی میں فلسفہ کی یونیورسٹی پر ماہور ہیں۔ چودہ زیادوں کے ماہر گئے نہ چاتتے ہیں۔ کئی سال کے عزوف و خوض اور جامیع میہدیہ دہلی کے اساتذہ کے ساتھ تباہ و لام خیالات کے بعد اسلام تپول کر چکے ہیں مورخہ ۶ نومبر ۱۹۷۸ء کے پروز جمجمہ جامیع مسجد دہلی میں ہزار ہائی اشخاص کے مجمع میں ڈالر گرمانوس کا اسلامی نام عبد الدکیر یم رکھا گیا۔ ڈالر گر صاحب نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں صداقت اسلام پر تقریر فرمائی اور دنیا بھر کے مخدنوں سے اسلامی تمدن۔ اسلامی تہذیب اسلامی محاشرت کو پتھرن دا فضل ثابت کیا۔

ہمے لوگوں مقدسین فریض ان الفاظ سے عترت حاصل کریں یہی کی ہرگز نہ کی اور ہر زبان کی تقدیم کو اپنا شمار بنانے والے یورپ کے نامور پروفیسر کی تحقیق نہ رائے پر عمل کریں ۔

سرچارلس لارڈ رابرٹن

انگلستان کے نامور نائب اور لارڈ سرچارلس لارڈ رابرٹن جن کے ول میں فرع افغان کی خدمت کا جذبہ موجود ہے۔ اچھوتوں کی اصلاح کے لئے کچھ عرصہ سے برگرم عمل تھے مگر شستہ ماہ شاہی مسجد لاہور میں آپ نے قبول اسلام کا اعلان فرمایا شکوک رفع کرنے کی خرض سے آپ نے میرزا زانی مشن سے اپنی بے تعلقی کا اظہار فرمایا۔

دینا اسلام کی جو کھلت پرس جھکانے کے لئے آماد ہے۔ حالاتِ زندگی ای کی ترقی کے لئے پتشن موقتنے ہتھیا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اندر وہی کمزیہ دوکر کے غیر اقوام کے ساتھ پتشن نمونہ عمل پیش کریں ۔

مسلم خوابیدہ اٹھ تھنگا مسہ آرا تو بھی ہو
وہ نکل آئی سحر گرم لفت اضا تو بھی ہو

مَعْلُومَاتٍ

دَاعَ دُورَ كَنْتَ كَ طَرِيقَةٍ

یا زنگ کے داع دکپڑے پڑچاں۔ تو اسالک ایڈ کا تلاک
لگائیں۔ یا کسی دوا ساز سے سالس اٹ لین میں کاسفوف خریدیں۔ اور دھبیوں کو
خوب گیسلا کر کے سفوں چھڑک دیں۔ اور ہوا اور رشی میں رکھوں۔ دھبے
خوب گئے رکھے جائیں۔ خودری سی دیر میں دھبے جائے رہیں گے۔
سیاہی کے داع اسی طرح دُور کئے جاسکتے ہیں۔ زنگین کپڑوں پر اسے استعمال
نہ کیا جائے۔ عورت نہ زنگ اڑ جائیگا۔ پھر کہ یہ زہر ہے۔ اسے ننگ ڈاٹ والی شیشی
میں بند کر کے چٹ لگا دیوں۔ ایسے کپڑوں پر جو دھونے کے قابل نہ ہوں۔
چنائی کے دھبے پڑچاں میں تو ان پر اسفعن سے احتیاط کے ساتھ تاریں یا پٹول
لگا کر دھبے اڑا دیں۔ جو کپڑے دھنل سکتے ہیں۔ ان پر پہنچے گلیسین اور پانی سے
رکڑیں۔ بھر صابن اور گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ سفید کپڑے پر دو اونٹ آیوں
کے دھبے نیوں کے عرق سے جاتے رہتے ہیں۔ کپڑے کو سلے دھولیں۔ اور یہو کی
قاش دھبے پر ملیں۔ اگر دھبہ باقی رہے۔ تو اس عمل کی پٹکوار کریں۔ ریں
کپڑے پر اگر اس قسم کا دھبہ پڑ جائے۔ تو دو دھا ا بالیں۔ اور دھبہ کا حصہ
اس میں ڈبو رکھیں۔ حتیٰ کہ دھبہ جاتا رہے۔ اس عرصہ میں دو دھا اُبلت
رہنے دیں۔

سفر میں کپڑا گرم صابن دار پانی سے دھو دالیں۔ اور کپڑا اس سو فتنے کی دلکشا
دیوں۔ سفید کپڑے پر سیاہی کا دھبہ پڑ جائے۔ تو اس حصہ کو دو دھا لگھا کر گیلا
کرلو۔ اور اس پر غل بھیلا دو۔ کچھ دیر بعد اسے دھو ڈالو۔ دو تینی صرفہ اسی طرح
کرو۔ دیگر فرم کے کپڑوں سے سیاہی کے دھبے دُور کرنیکی نزکیب یہ ہے۔ کہ اس حصہ
کو پانی سے دھو کر اسالک ایڈ لگا دو۔ اگر اس حلقہ کا زرخ سختی مائل ہو جا
تو اسیونیا لگا کر زنگ ٹھیک کرلو۔ ریشمی کپڑے یا کسی مایم سوتی کپڑے پر

سیاہی کا وصیہ پڑھا گئے۔ تو اس جگہ پر ماں سیم پر نیٹ کا کام ڈھانکہ رکب نگادو۔ اور دوست کے بعد یاپی سے دھوڈا لو۔ پسیاں پسیدا وصیہ رہ جائے۔ تو سوم تھیوں سلفیٹ اور سائنس ک ایڈ کے لئے مرکب سے دھوڈا لو۔ آخر میں یاپی سے دھوڈا لو۔

ن شان ملال

(راز قلم مجرم پورہ دللوہ امام صاحب کوثری حوالدار دلماہور)

گویا یہ قافل نیک ہے افچھ کمال کا
لیکن ہمیں ہال کو کھٹکا زوال کا
محجوعہ یہ حلال ہے امن و جمال کا
اور پر درست کام یہ دنیا نے ہال کا
جلوہ ہے بتکدیں خدا کے جمال کا
چھوٹا ہے جس سے باع جنوب شمال کا

فضل فرم سو اس پرسا ذواج بال کا
ہوما و دیں دور اندر چھار اصلال کا
ہوا خفت ام ظلمت شر کے رو بال کا
اک دن بھی ڈنکہ محمد کی آل کا

شور طاک بھی ہے زبان بند یعنی
موقن یہ کوثری ہمیں ہے قین و قال کا

اسلام کے نشان یہ نشان ہے ملال کا
بدر میں کونوف ہے لگھنے کا ہر گھری
محراب ہے کہیں تو کہیں تین آب دار
بہر عدو یہ خخر حنا راشنگا ف ہے
ایروں سے بت گر اسکو کہوں تو یہ عیب کہا
لا م کا پھول شرق میں ہے غرب کے ہال

پار و جہاں میں اس مہ نو کو فرع ہو
مشتری حلال تلت بضنا کا ہو ظہور
خوار شید آسمانِ شریعت ہو جلوہ گر
آخر تو دری مہدی آخر زماں کا ہے

سیدہ ام کلثوم کا نکاح

شیر خدا حضرت علی تلقی رضی ائمہ عنہ کی صاحبزادی - رسول اکرم ﷺ کی اولادیہ وسلم کی دوسری حضرت حنین علیہ السلام کی حقیقی ہشیرہ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت فاروق اعظم عورتی ائمہ عنہ سے ہوتا تھا ایک تاریخی واقعہ اور حقیقت شایستہ کا وادی برگشت ہے۔ روافین کے میں اس واقعہ کے ذکر سے ہمیشہ دل دکب سمجھا جاتا ہے۔ خاندان رسالت سے دادا دی اور سیدہ ام کلثوم کے زوج ہونے کا خواہ ایک اسے بجٹھا فاروق اعظم کا مرتبہ ہر ہون کی نظریں دو بالا کر دیتا ہے۔ مگر شیعوں کو علی بن ابی الحسن عسکر کے دادا اور سیدہ ام کلثوم کے نعمت کو گالیاں دینے سے ذرہ باک نہیں ہوتا۔ فاروق اعظم کا مرتبہ ایکاں کا انکار کرتے والے دراصل اسد اللہ العالیٰ کی تو میں کرنا چاہتے ہیں۔ کیا شیر خدا میں اس قدر نیزتِ ذہبی۔ کہ اپنی صاحبزادی اسی منافق و کافر کی بجائے کسی کا مل الایمان کے نکاح میں ویسا استغفار اتنا

حمد فاروقی میں تو مون تقدیم سے بنا
دشمن داد بھی تو اور حسنہ کا بھی محب
حُبِّ حَيْدَرِ بَنِيْفَنْ فَارُوقُ الْمَكِّيْدُلِ مِنْ جِمْعِ
دی جسے صدر نے بیٹی تو اسے دے کا لیا
حقیقی شبل نعمانی کے کتاب الفاروقی میں اس نکاح کو متعدد حوالوں سے
ثبت کیا ہے۔ علامہ طبری نے تاریخ بکیر میں ابن حبان نے کتاب الثقاۃ
میں عابدین قتیل نے معاشرت میں۔ این اشارتے کا مل میں تصریح کیا ہے۔
اسد النخاب فی احوال الصحابة میں جہاں حضرت ام کلثوم کا حال لکھا ہے۔
تفصیل کے ساتھ ان کی تنروج کا واقعہ نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ایک پختنی
مرقع پر حضرت ام کلثوم کا ذکر آتی ہے جسیں کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت عفراءؓ
عورتوں کو چاہا دیں قسم کیلیں دیکھیں پڑی۔ اس کے مقابلے ان کو نزد دکھانا۔ کہ کس کو

دی جائے۔ ایک شخص نے ان کو کہا۔ اعط هذ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عند لف پر ایام کلتوں و صحیح اخباری کتاب (الجهاد) اس میں صاف تصریح ہے کہ ام کلتوں جو حضرت عمر رضی کی درجہ تھیں۔ خاندان نبوت سے تھیں: ہمیشہ یہ کی مقبرہ کرتی ہیں یہ مسئلہ اس فور صاف اور وضاحت کے ساتھ درج ہے۔ کہ اس کا انکار کرنا بدترین حادثت ہے۔

امام غائب سے تصدیق شدہ کتاب کا فی کلینی میں باب فی تزییع ام کلتوں خا طور پر موجود ہے۔ اس پر صحیح ادانت و تصریح مخالف حق پرشی کی ناکامی سے باز ہنپیں آتے۔ اٹ اسٹ آئندہ کسی رسالہ میں کتب شیعہ سے عیاراتیں ہر حوالہ جات نقش کے جائیں گے۔ و ما ذیقیع الہ بالله ۴

آنحضرت کی صفت اور حیال فین

(از قاضی هلام محی الدین ناظم مدرسہ محمد الدین بٹالہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مخالفین ہدیثیہ اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت کے زمانہ کے متکرر اور کافرا اور زمانہ حال تک سہیوں سلطان کے پرستیاج سکھ اور سندھ۔ اور یورپ کے مردراخ آں حضرت کے مخالف اور دشمن تک حضور کی خوبیوں کا کس شروعہ سے اعتراض کرتے ہیں۔

الفضل ما شهدت به الا عداد
بندگو وہ ہے جو کی دشمن بھی شہادت دیں
آنحضرت کے زمانہ کے مخالف

- ۱۔ انظیر اکھارت اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم وہ (یعنی اسلام) جھوٹے ہرگز نہیں۔
- ۲۔ ابو جہل جسے معاذ نے رسول اسلام کو منی طب کر کے کہا۔ ہم تجھے کو جھوٹا نہیں کہتے۔

۳۔ ابوسفیان چوبیس سال تک آنحضرت کا جانی دشمن بیار ہے۔

شہنشاہ روهم کے سوال کے جواب میں اس وقت جبکہ وہ رسول اللہ سے پرسہ کیا تھا صاف کہا کہ "میں نے اس سے پہلے ان کا کوئی دعویٰ جھوٹا نہیں دیکھا۔ اور ہم یہ تو مانستہ ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ سچ یوتا ہے۔ اور پسچ پر قائم ہے۔" ۲۷ - امییہ بن خلف بھی آں حضرت ﷺ کا جانی دشن تھا۔ اس نے بالآخر کہا۔ جب کوئی بات کہتا ہے۔ تو جھوٹ نہیں ہوتا۔

۵ - فرشیش عرب کو جب آں حضرت نے بغرض دعوت اسلام جمع کیا۔ تو انہوں نے بالاتفاق کہا کہ "ہم نے تھوڑی حدیث صادق پا یا۔"

۶ - ابو طالب آں حضرت کے چاہنے تھے۔ اگرچہ وہ دشن نہ تھے۔ مگر اسلام نہیں لائے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ رسول خدا کے ساتھ نماز ڈرھئے تھے۔ ابو طالب اُدھر سے گزرے۔ تو حضرت علیؓ غصے کہا۔ تو پیشای بشیک نہ متحکم کا ساتھ دو۔ کیونکہ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ تم کو رسول کے اور کسی طرف نہیں لائیں گے۔"

دنیا کا بزرگ ترین انسان

بیکاری صدی العالمیہ مسلم کی شان میں عیا لی عمدیا کی رائیں

- ۱ - یورپ کے متعدد انجامات میں اپنے نظریں کے ساتھ یہ مشتمل تھے کیا کہ دنیا کا بزرگ ترین انسان کون ہے؟ اس میں سے بعض اینہوں کا یہ فیصلہ مٹوا کہ دنیا کے بزرگ ترین انسان حضرت ﷺ تھے۔
- ۲ - اس قسم کا سوال بیرودت کے ایک بیسیجی اخبار الوشن سے اپنی کتاب تھار اس کا پہلا جواب جو ایکیسی سویں اہل قلم نے دیا۔ اس کا ترجمہ ہے۔

سوال۔ دنیا کا سب سے بزرگ ترین انسان کون ہے؟ جو کیوں سمجھے؟
جواب۔ دنیا کا اعلیٰ الاطلاق سب سے بڑا انسان وہ ہے جسی دس برس کی قلیل مدت میں ذہب فلکہ قانون ساخت۔ قانون مدن، حاوریا

و دھنیت کیا۔ جگہ قانون میں اصلاح کی۔ ایک قوم بیدا کی۔ ایک سلطنت قائمی۔ جو ایک نہانہ دلار تک روئے زمین پر باقی ہی سب و جو داں کے وہ شخص اُتھی تھا۔ وہ کون ہے؟

حُسْنِ عَدْلِيٰ سُخْمِيرِ اِسْلَامَ تَعَالَى

سم۔ کیا یہ باتِ خیال میں آکئی ہے کہ جس شخص نے ایک نام کی ذمہ و حقر بتے پستی کی طرف سے ہٹا کر خدا عالم و رحمت کی یستہ پانے اپنا نئے دل کو بنائی۔ جس نے دخڑکشی موتو فر کی۔ جس نے مسکراش ایسا وقار بانی کی عقول روایا۔ جس نے کثرت ازدواج کو ایک مناسب حد تک محدود کیا۔ ہم ایسے شخص کو جس نے یہ سب اصلاحیں کی ہوں۔ جھوپا کہہ سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے نیک اخلاق کو جھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ ایسا نیک بیت شخص جس نے تو اپنے خالق پر اس قدر اعتماد ہو۔ جو حرم و رواج میں ایسی عظیم الشان اصلاح کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ یقیناً ایسا شخص کا لطف اور ذری ہے۔ اور ہم اس کو سخمیری کہہ سکتے ہیں۔ یقیناً خدا نے انکو تعلیم و حدایت اور تربیت اخلاق تھے لئے ان کی قوم میں معنوں کیا تھا۔ اور وہ نیک گرداری و راست ہازی کے واعظت تھے (جان دریوں)

سم۔ حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عرصہ تک یہ وہ تنہیاً ناقابل تنہی مخالفوں کے خلاف ایک بلند خیال کے مغلوب ہو کر صدائیت و رستی کی تلقین کرتے رہے تمام خطرات کامقاً بہ انہوں نے۔ نہایت کامل عزم و تنقیل کے ساتھ کیا۔ اور اپنے دشمنوں سے کہدا یا۔ کہ جو کچھ ان کے اسکان میں ہو کر انہوں دنیا میں جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ حضرت حمّل (صلح) ہجاءے۔ اپنی قوم کی قتمت کو سدھا را۔ مجھے یقین ہے۔ کہ محمد صلیح، نر ریا کا رہتے۔ نہ جھوٹے۔ بلکہ بے بیا۔ نہایت سچے پروشن مصلح تھے۔ ان پر بھی ویسی بھی سچی وحی آتی تھی۔ جبی عہد عشق کے کسی سخیر کے پاس (نکوس) سم۔ ہم جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایسی عقل سلیم پاتے ہیں۔

بوجہت کم کسی میں پائی جاتی ہے۔ وقار و راست علم و دیانت کیجی ایک ضعیف مذاج ولے اف ان میں نہیں پائی جاتی۔ ان میں ضبط و تحمل بدرجہ اُتم موجود تھا۔ نہماں سے لے، ان کو صحیح باور نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (ڈی گوچ)

لہ آپ میں مرتبہ نبوت نہایت ضروری خصائیں میں سے خصلتیں پائی جاتی تھیں۔ اولاً آپ نے خدا کی نسبت ان حقیقی خیالات کو معلوم کر لیا۔ یمن سے اس زمانہ کے لوگ بالکل نا آشنا تھے۔ دوسرا سے آپ کے دل میں اس حقیقت کے اعلان کا ایسا قوی جذبہ موجود تھا۔ جو کسی قوت کے روکنے سے رُک نہ سکتا تھا۔ اور اس آخر الدار صفت کو دیکھنے ہوئے آپ کوئی اسرائیل کے دلیر رسولوں میں شمار کیا جا سکتا تھا۔

مُہسِب اسلام نے بُت پرستی کو میکسر محو کر دینے میں وہ کام کئے جن کو مذہب علیوی و موسوی تھیں نہ کر سکا تھا۔ اس نہیں کا یو انتریوب پڑھا۔ اس کو مہاجرین نے صحیح صحیح درد اُخیر طریقہ سے بخشی کے دربار میں بیان کر دیا تھا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ کبھی نہ ان کو مکہ و اپنی بیصحیح دیا جاوے۔

(زادہ مارکس ڈائلس)

(۷) اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انی راست کا سچا یقین تھا۔ حضرت محمد صلعم کے لئے یہ بڑا ایسا یہ ہے۔ کہ وہ ایک انتقام کے درسان جو شدید بُت پرستی میں استبلائی ہے۔ پیروں ہو کر توحید اللہ کی حقیقت تک پہنچ کر کرے۔ اور استقلال اور ثابت قدیمی کے ساتھ با وجود کفار کی ایندازی کے اس مسئلہ عظیم کی تلقین میں مصروف رہے۔ (آسیورن)

(۸) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سردار تھے۔ آپ کی ذات میں قیصر اور پوپ کی دو جدا گانہ حیثیتیں تھیں۔ لیکن آپ قیصر تھے۔ کہ آپ جاہ و جلال خدم و حشم اور شوکت و سطوت سے بالکل بے نیاز تھے۔ اور ایسے لوپ جنہیں مذہبی تقدس و عظمت کے متعلقہ لوازم سے کوئی سر و کار نہ تھا۔ آپ کے پاس نہ کوئی مستقل اور با قاعدہ فوج تھی۔ نہ کوئی بادی گارڈ (جسماں حفاظت کے لئے قومی جمیعت) نہ کوئی شاہی محل نہ مقررہ مدنی

کے وہ مسائلیں۔ با اینہمہ دنیا کے پردے پر اگر شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ وہ خدا کی طاقت سے لوگوں پر حکومت کرتا ہے۔ تو وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے کیونکہ آپ کی ذات مبارک بینی نماہ طاقتیں اور قوتیں موجود تھیں۔ اور چہار سی طاقتیں اور قوتیں جو آلاتِ حرب اور دیگر ساز و سامان سے معاشر تھیں آپ کی ذات ان اعلیٰ خطابوں اور درباری رسوموں سے بالآخر تھی۔ خواجہ وخت کے مالکوں کے لئے لازمی تجویزی جاتی ہے۔ آپ حضرت عفت اور اصلیت کو مفطر رکھتے تھے۔ انہیں حکومت اور اختیار کی کوئی تسلیت نہ تھی۔ آپ کی سادہ زندگی کا ظاہر اور باطن بیساں تھا۔ آپ کے معاصرین اور آپ کے دشمن چاہیے کی تبلیغ اور رسالت کے نکر تھے۔ آپ کے نزد و تقویٰ۔ آپ کی اضافت پیدا تھی۔ آپ کی راست باری۔ آپ کی رحم اور آپ کی انساری کا بلند آہنگی سے اعتراض نہ رکھتے تھے مولانا سعید خا (۹) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا متحکم لقین اپنی رسالت کی بابت بجلے خود ایک صداقت ہے۔ اور آپ کی سچائی کوتا بست کرتا ہے کہ آپ کے مقاصد کی عظمت و اہمیت اور ان کا ایک کامیاب انجام تک پہنچنا کافی و میں آپ کی صداقت کی ہے۔ یہ بات ملاخوف نزدیکی جاسکتی ہے۔ کوئی غیر صادق شخص ایسے عظیم اشان کام کو انجام نہیں دے سکتا جس طرح بنی عرب (صلح) نے نویا۔ (جے ڈبلیو ایچ ای ٹریٹ)

(۱۰) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے سے پہلے اہل عرب میتوانی اور تمار باری کے نہایت عادی تھے۔ سگران کے دو ہنکوں کی وجہ سے شراب، تمار باری کا رواج قطعاً موقوف ہو گیا۔ (مسٹر گارفری گیلن)

(۱۱) اصول شرع اسلام سے ہر ایک اصل کو جو کہیے۔ تو فی نفس ابی عده اور موثر ہے کہ شارع اسلام کے شرف و فضیلت کو قیامت تک کافی ہے۔ اور ان سب اصول کے مجموعہ سے ایک ایسا استظام ریاست قائم ہو گیا ہے جس کی قوت و ممتازت کے سامنے اور بہ اشتراکاً سیاست، یعنی۔ (ارکھارت ملک)

(۱۲) اسلام ویسا کے ایک بڑے حصہ یہ بطور ایک داعظ مذہب کے پر نسبت مذہب عیسیوی کے زیادہ فرما سیا ب ہے۔ نہ صرف قیمت پر تی سے اسلام بپرایمان لانے والے بربست عیسائی مذہب پر ایمان لانے والوں کے زیادہ تر ہیں۔ بلکہ مذہب عیسائی کئی ملکوں میں درحقیقت اسلام کے سامنے سے ہٹتا جاتا ہے۔ (تینین ٹیڈ)

(۱۳) محمد صلیع کی زندگانی کا معلم اتوحید آئی کا اعلان کرنا تھا۔ اور وہ اس میں بے شک کامیاب ہو گیا (ریورنیڈ راؤول)

(۱۴) میسے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے تمام حقیقی میں موجود ہے جس کو اُس نے وحشی نظر میں تبیش بہا کر دیا تھا۔ سب آخری کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن میں سب سے اول اور سب سے آخر جو محمد گیا ہے وہ اتنے میں رکھتا ہے۔ اور ہر قسم کے اوصاف کا باقی ہے۔ بلکہ دراصل قسم کے وصف کی بنا پر اسی سے ہو گتی ہے۔ (مسٹر خا سرکار انال)

(۱۵) مسلمان عام طور سے لئے ارکانِ مذہب نہائیت خلوص سے ادا کرتے ہیں اور حمالات میں بہت صاف اور منصف ہیں۔ (راللہ نہ نہ ماس)

(۱۶) (قرآن شریف کی چند آیات نقل کرنے ہوئے) کہ یہ کسی ایسے شخص کی بڑی نیس جس کا دماغ خراب ہو گیا ہو۔ بلکہ ایک ایسے شخص کی آواز ہے۔ جو دنیا کی فلاخ کے لئے بے چین مضطرب ہے۔ صرف سچے جذبات کا یہ اثر ہے۔ کہ حضرت محمد صلیع ان اطمینان خیالات پر محبو ہو گئے تھے۔ یہ ایک ایسے شخص کے اقوال ہیں جس کی پریزاد ظاہر ہو گیا تھا۔ کہ یہ سارے بُت کچھ نہیں ہیں پرستش کے قابل صرف ایک ہی ذات خدا کی ہے۔ جو ہر جگہ موجود اور سر شے یہ قادر و توانا ہے۔ (آرٹھ لکھمین)

بلکہ، محمد صلیع کے احکام جو اب تک چند اور ساف معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے ایک حریت ناک اور عظیم اثاث کام کر دکھایا تھا جب سے اتنا دی میتوں نے دنیا کو نیزد سے چونکایا تھا۔ اور بُت سینتی کے ساتھ ملائکت تحریز جنگ شروع کیا تھا۔ انہوں نے نہ کہیں اسلام جیسا روحانی زندگی کا عروج

دیکھا تھا۔ اور شایعہ ایمان جس نے تو قلب کے ساتھ نبی کی حمایت میں پہنچا کر قربان کیا ہے۔ اور اسی میں خوش حالی ہے۔ ایک نامعلوم نعمان سے ہے مکہ اور محل جزیرہ عرب بوجانی غفلت میں فرق تھا۔ یہ وہیت عیوبت اور فلسفہ کے خفیف اور عالمی اثر سے قلوب عرب پر محض ایسی حرکت پیش کی تھی۔ جیسا کہ ایک لہر سے سی خاموش جعل کی طرح پہنچا ہے جو باریاں پڑ جائیں۔ عرب تمام سے ہٹت ہو گئیں ٹھاٹھا۔ لوگ فرم پکھا۔ یہ تھی اہم بدری میں غرف تھا۔ ایک غیر رسم تھی۔ کہ بڑا بیٹا بیکی پوہہ کا وارث دیکھ متراع کے ساتھ ہیتا۔ اور اس سے فکر کر لینا تھا عزوف اور ا فلاں نے این میں مہذوں کی طرح لڑکیوں کا مارڈانی راج کر دیا تھا جن مذہب پر لے درجے کی بُت پرستی تھا۔ ان کا ایمان کریں اعلیٰ طاقت نہ اصر حکومت والے خدا میں نہ تھا۔ بلکہ مخفی جنید فرضی پوشنہ خیزوں سو ہم رعنی کے طور پر ڈرتے اور ان کی خونشوی کے درست نتیجے مانتے تھے۔ (سند ورق میں اس تسلیم کرنے سے اب تک بکثرت موجود ہیں) یوم آخرت اور جملے اعمال کو وہ عمل پچھوچی نہ جانتے تھے۔

ہجرت ہے ۱۹۷۸ سال پیشتر مکہ ایسی ذلیل حالت میں یہ جان پڑا تھا۔ ان سوا سالیں سے کیا تغیرت پیدا کر دیا۔ کئی سوالوں کے کردہ ہے جس کی پرستی چھوڑ کر ایک خدا نے پرتوگ کی پرستش شروع کر دی۔ ادھیں کلام کو اپنہ لے لیا ہم اکی مانا۔ اس کے آگے بنے چون وہ را گردن مچھکا دی۔ اللہ انت الی کے آگے رکھت اور جوش کے ساتھ دھماکیں کرتے الگ گئے۔ اس کی رخت سے مخفیت کا میدوار بنتیک اعمال۔ صدقفات سمعفت اور عدالت میں پڑھتے گئے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کی قدامت کا ملم اور اس کی رحمانت اور ربویتیں قدرتی نعمتوں میں اینی زندگی کے تمام تعلقات میں اپنے عام کا رو باریں ذاتی ہوں یا عام۔ وہ خلقی را خدا کو دیکھتے اتھے۔

عمر اسکی سلسلہ تعلیم کے نتائج کیا ہے۔ جو محمد صلیم نے قائم کر کے اپنے پیغمبری پھر ٹھہر لے ہم تاریخ اول سے اقرار کرنے ہیں۔ کہ اس نے پہنچ کے

واسطے توہات کے بہت سیاہ حصوں کو قطعاً وفتح کر دیا۔ جو خیریہ نامے اور بن پر اندر حیر کی طرح چھائے ہوئے تھے۔ اسلامی نور جنگ کے آگے بہت پرستی غائب ہوئی سر دریم میور

(۱۸) بخاطر جمل صلح را خلق نیکو و فضاحتے حاضر و پنجا عنتے باہر حکمتے دافر بود دراؤں وضع کے ملک خود راوید و اسما بے کہ بہت انتشار شرعت داستقرا حکومت خود فراہم آورد۔ اگر کما یعنی ملاحظہ شود۔ نہ اعداء اور لازم است کا اقرار کفتہ۔ لکھوت احسان اور امارت ثابت است و رأول الہمار بیوت او شریع اعراب جہاں و بہت پرست یونہد۔ و رسوم فوجش در بیان ایشان شیوخ داختت۔ ازان جمل کشتن اطفال اناش یونہد۔ در ملک بعد اورت و اختلاف در خارج به اعانت و اسحقافے نے زیستند۔ چون شرعیت او گرو گردن ہندا نہ۔ دبینڈی کیک خلا گردیدند۔ الفاق مذہب مشائے الفاق ملت مشائے و در انڈک دشنه برتھن یا دار و قسمے زین استیلا یافتند بروایان المکم صاحبہ آنچھاں تابانی شیر ایشان و گزندی

۱۹۔ پرگان اسلام کی زبان سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دکو خیر کو بڑے ذوق و شوق سے سننا کرتا ہوا۔ دبیلوں ۲

۲۰۔ پریب کامائیں پرست ملک بھی آج یہ تسلیم کرنے پر مجھ بھرہ ہے کہ حضور سردار دو جہاں کی شخصیت ایک نہائت اعلیٰ شخصیت تھی۔ دوس کاسب سے بڑا فتنی مٹاٹالی کہنا ہے۔ کہ میں نے آج تک

کسی انسان میں اتنا خوبیاں نہیں نہیں۔ جتنی محمد عربی میں تھیں۔ پریب کا زیر دست محقق ہر بہت دلس لکھتا ہے کہ محمد عربی کی زندگی ایک ان کی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے جس کی مثال آج تک دنیا پیش نہ کر سکی۔

۲۱۔ پروفسر مارکلیہ اپنی کتاب "محمد" میں اور عالمہ یاد مسٹنے ملے اپنی کتاب "محمد و السلام" میں صاف تصریح کا ہے۔ کہ بھی عربی کی فرض و نسبت

ازدواج کی کثرت سے نفس پرستی دھتی۔ بلکہ غیر متعدد نکاح فیگر اغراض شفیقی کی وجہ سے کئے گئے تھے تو مکمل نکاح میں آئی خضرت کی شان

منہ زینی بیسٹھے کے مکمل نکاح میں آئی خضرت کی شان
حضور مسیح اسلام کی مبارک زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں دالکرو یکھیکتی ہے اور تاریخ روز تکار شاہد ہے کہ وہ لوگ جو حضور پر چلے کرے کے خواہ ہیں جسیں مرکب میں مبتلا ہیں حضور کی سادگی رجاعت اور شرافت کی تصریحی میں ساوا راس کے سارے نامے ان ٹپے ان نوں کی زندگیوں کو یاد دلاتے ہیں۔ جو اپنے امت تاریخ کے ادراق میں چھوڑتے گئے ہیں لیکن بہت لوگ ایسے ہیں جنہیں حضور کے حالت نہ زندگی معلوم نہیں ہیں۔ آپ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جسے مشکلات کی رفت سے تحریر کیا جاسکتا ہے۔ اور آپ کے اس اپ کے گرد پیش کوسرا صعوبت کہہ سکتے ہیں۔ آپ اسی قوم میں پیدا ہوئے جو اور ہم باطلہ میں غرق ہتھی آپ ایسے لوگوں کے درمیان پیدا ہوئے جن کے اوڑھ م بالا آور ہم کر ہنا یافت ہی گھناؤنی بیویوں کی فصل پیدا کر رہے تھے۔ آپ کی تلقین سے جو مشرف بسلم ہوئے۔ آپ کے چینیں حیات میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے۔ اور جن لوگوں پر کو خدا کا سلطنت سمجھا۔ ان سب کی متفقہ تہادت سے ہیں معاً معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس زمانہ میں عوامِ الناس کی نکس طرح بسر ہوتی تھی۔ لیکن اس شہادت سے پہلے ہی آپ ہیں تاریخی میں بکھل فر نظر آتے ہیں۔ اور آپ کی زندگی ابی شرفیا اور صادقانہ دکھائی دیتی ہے کہ ہیں حسلم ہو جانا یہے مکریوں آپ ہی کو اس غرض سے منتخب کیا گیا۔ کرتے آقا کا پتھام نہام لوگوں تک پہنچائیں۔ وہ فاحم کیا تھا۔ جس سے مکہ کے تمام مرد عوامیں اور تھے آپ کو شاخت کرتے تھے۔ وہ نام لامیں تھا۔ جس سے مراد ہے اعتماد کے لائق۔ بھروسے کے قابل۔ محظاً لامیں سے زیادہ مزرا اور شرفی لقب ایں کوئی نظر نہیں آتا۔ جس سے یہ لوگ آپ کرچیں سے ان کے درمیان موجو دلتے ملقب کرتے تا اپ کی نسبت رد ایت ہے۔ کہ جب آپ گھنیوں میں گذرتے تھے تو بچے گھنیوں سے نکلار دوڑتے ہوئے آپ کے گھنیوں اور گھنیوں سے چھٹ جاتے تھے جس شخص میں ثم یہ ود اوضاف جمع پا دے گے۔

کو وہ جو چیز سے محبت کرتا ہے۔ اور اس کی جان پہچان کے لوگ اُسے امین کہتے ہیں۔ جان لوگ وہ شخص پیدائشی امام ۔۔۔ اور ان انوں کا مسلم ہے۔ حضور پیغمبر اسلام کی زندگی کی کہانی ۔۔۔ نہائیتِ حقیقی ہے۔ آپ نے پسندیدہ سال اندر ولی جدوچین و تفکر اور مراقبہ میں گذارے۔ آپ نے زیبی زندگی میں بسر کی۔ اور یہ کچھ عرصہ کے لئے آپ صحرائی غار میں رہے۔ جہاں آپ ان خیالات سے زور آزماں کرتے رہے جنہوں نے اول اول آپ کو زیر کر لیا اور آپ پر نقا صافی صحف بشری اس پر ابہت ندا کے مقابلہ میں ٹھنکاں گئے جو کامنات کی روح نے دی تھی۔ یہ واقعہ فرمائیں نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جس رات غار میں آپ نے رُوح اُامین کا پیغام رُستا۔ کے خدا کے رسول اُحظی اور لوگوں میں جا کر منادی کر۔ تو آپ سکھ و اپس شریعتی لائے۔ اور کامنیت کا نتیجہ اور ورنہ قصت اور تجھیکتے جھکتے آپ نے فرمایا۔ کہیں ہو گوئیں! اور میری حقیقت کیا ہے جو می خدا کا رسول بن کر لوگوں میں جاؤ۔ اس وقت آپ کی بی بی نے آپ کو نسلی دی۔ اور آپ کو مشورہ دیا۔ کہ اس آسمانی فرمان کی تعمیل کریں۔ آپ کی بی بی کے الفاظ یہ تھے آپ ڈر لیے نہیں۔ کیا آپ اُمین نہیں ہیں۔ خدا کبھی اس شخص کو دھوکہ نہ دیگا۔ جس پر ان انوں کا عذیز ہو۔ اس سے بڑھکر دارباشہزادت کسی پیغمبر کی پیغمبری کے حق میں نہیں سکتی ہے۔

عرض آپ اس بڑی خدمت کی انجام دی کے لئے نسل کھڑے ہوئے۔ جو خدا نے آپ کے سپر وکل تھی۔ آپ کی بی بی سے پہنچے آپ پر ایمان لا لیں۔ اور یہ وہ محبوب ترین اور شریف ترین بی بی تھیں جنہوں نے انسانیت کے اس امام اعظم کا چھبیس برس تک کامل و مکمل ازدواجی ساختہ دیا۔ یہ ہے علمی محسوسی اسلام علیہ وسلم کی نسبت خدیجۃ الکبریٰ کی جن سے زیادہ واقفیت، ان کی اندر ولی زندگی اور ان کی فطرت کی کسی اور فرد بشرط کو نہ ہو سکتی تھی۔

یہ ایک عام انگریزی کہاوت ہے۔ کہ پیغمبر کی اندر اپنے ملک میں نہیں ہوتا۔ نہیں پیغمبر اسلام کی قدر ملے تھے ملک میں اور خود سنتے ہاں آپ کے گھر میں ہوئے پیغمبری۔ اعزاز اور قرباً دل سے آپ کی نزدیک رکھتے ہیں۔ اور آپ کے دست مبارک پر الوہیں

بیت کرنے والوں کا شمار اپنیں میں سے تھا۔ جیسا کہ میں اول آپ پر آپ کی بی بی ایمان لا ٹیں۔ اور اس کے بعد آپ کے قریب تین رشتہ دار مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان کے بعد ان لوگوں کے حلقوں گوش ہونے کی باری آئی۔ جو آپ کی گھیوں میں بیٹے تھے۔ تین سال کی مدد اور مستقل مسامعی کے بعد تین سال سخت حصہ آپ کی صداقت اور امور من الہی کا اعتراض کیا۔ آپ کی زندگی پر نظر ڈالی جاتی ہے تو آپ کی سادگی اور قناعت پر چیرت ہوتی ہے۔ آپ اپنے تعلیم کی مردم خود ملائے تھے۔ اپنے پھٹے کپڑوں کو بیوند خود لکھتے تھے۔ اور اس وقت تک بھی جبکہ آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا۔ اور ہزارہا شخصیں کی ارادت کی گردان آپ کے حضور میں اس لحاظ سے کہ آپ خدا کے رسول تھے۔ جھجک جاتی تھی۔ آپ نے اپنی کشف دوزی اور خیاطی کی رحمت کی وجہ کے کو زندگی۔ یہ ہے اس جیلی القدر اشان کیسرت۔ جن میں ساری شرافت اور سچائی کی کوئی نہیں ہے جو نہ پائی جاتی ہوئے۔

بادشاہ کی نظر میں آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

دینِ اسلام کے لائے والے سینہ ببر حضرت مجید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آپ کا عقیدہ اور ارشاد حب ذیل ہے۔

سینہ ببر حضرت مجید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
آپ کا عقیدہ اور ارشاد حب ذیل ہے۔

عمر خطاب ابو بزرگ عثمان علی دے چار
چاروں یار سلیمی چاروں حصے کین
ایہاں پہنچتے نامہ جستے انحضرت شاضی جان
چاروں یار سلیمی اللہ نامے اور یار جو اہل فخر مایا اور جو پلا جسے راہ
معنی سینہ ببر کے چار یار ہیں۔ اور یہ وہ سینہ ہے۔ کہ اس نے وہ دین جو اسی وقت
میرا دین ہے ثابت کر دکھایا ہے۔ اور یہ اس کا دعویٰ اور اس کے زخم خلق اور
امروں کا دعویٰ ہاٹا دیا ہے۔ اور اس مزاقیہ پر بیل جائے جو یہ بتائے ہے۔ اس سخن پر
واضحت بیان ہوا کیا ہو سنتا ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی فرمایا۔

خلفاء نے راشدین کو بھی پیش کر دیا۔ ہر چار امام کا بھی حال بیان فرمایا۔ اور انہیں دین بھی ظاہر کر دیا۔ اور پھر ان کے احکامات کی پیروی و تابع داری کو بھی ضروری طہیر نامی اور بیہ بھی حکم دیا۔ مگر انہیں کار استہ اختیار کرنا چاہئے ہے ۔

آنحضرت کی شان میں سُندھ صاحبان

اسلام کی رفع اشان عمارت کانگ بنیاد دیگر مذاہب کی طرح جبر و شذوذ پر نہیں۔ بلکہ حلم و تحمل ہے۔ اور جاں تانی پر نہیں۔ بلکہ جان بخشی پر رکھا گیا ہے۔ (مہاتما گاندھی)

لے مسلمانو! کیا تم فخر نہیں کرو گے کہ تمہارے رسول نے کعبہ کو تین سو ساٹھ بتون سے پاک و صاف کیا۔ (پروفیسر چپڑجی)

آنحضرت کی ذات سے عرب ایسا جائیں بنت پرست ملک خلافات ترک کر کے خالی ارض و سماں کی عبادت کی طرف رجوع ہوا۔ پھر آپ کے مقلدودا کی بدولت دین اسلام شماں اور لفیق کے نیم و خثیوں کے درمیان بھیلا جسنے ان کی تمدنی حالت میں اقبال قدر اصلاح کیا ہے ۔

(ٹھاکر جے آر۔ رائے صاحب جرنیٹ لاہور)

نبی محمد صلیح کو دینا کے مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔ آپ کی اجتماعی (سوشل) اور سیاسی (لوکیشنل) تعلیم کا ملک ہوں۔ اور اسلام کا بہترین زنگ وہ ہے۔ جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں تھا۔ (لالا اجیت رائے)

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام بھیجا ہوں۔ کیونکہ آپ دنیا میں ایک بہائیت ہی غلطی اثاث ان اباں سے۔ محمد صلیح نے اقوام عالم کی ترقی میں ایک زبردست طاقت کا حام کیا ہے؟ (پروفیسر ایل دسوائی)

حضرت محمد صاحب نے جہاں لوگ بیٹھا رہتے اور بڑی مسجدوں مان ہے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک خدا کی عبادت کا ڈنکا بھاگ دیا۔ اسلام کی جان توحید ہے۔ اور اسی توحید کے بھیلے نے کئے تھے مخدوم صاحبؒ کا حام کیا۔ اور کام بیبا بی حاصل کی ہے۔ (راوی بہادر ماسٹر احمد امام ایجوکیشن انسپکٹر ٹرینڈ)

جب حضرت محمد صاحب نے فوجہ خی بلند کیا۔ آپ کے اپنے بھائی نے جانی دیں
بن گئے۔ قوم تھس بیسا کی بیان نے کی کو شش سی کمیں۔ لیکن جب اس طرح پر
کامن چلا۔ تو آپ کو طرح طرح کے لارج دستے نے تخت دارچینی پیش کیا۔
اوپر سیم کے دنباؤ وی عصی و عشت کے سامان ہیا کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر
اس خدا کے نیک بندے نے آگئے نہ مانی۔ اور میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ حضرت
محمد کے دل میں کوئی خدا کی طاقت تھی۔ جو آپ کو ہر مو قہر پر صبر و استقلال
معطا کرنی۔ اور ہر صیبت کے وقت آپ کی ڈھاریں بندھاتی رہیں۔
(پڑھتے بدھی نانھے صاحب شرما جالا پوری)

اسلام کے متعلق ایک امر جو خاص طور پر شخص کی نظر و میں جھپتا ہے۔
وہ اس کا استحکام ہے۔ اسلام کے خالقین نے ہر صورت سے لسلک
کر کے دکھلتے اور مختلف صورتوں سے انس کی وجہت بیان کر کے اس
کے کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ استحکام کسی اور نہیں میں اس قدر مشی
نہیں ہے (روغیسر ایچ۔ ایم۔ لین۔ ایم۔ اے۔ ایں۔ میں۔ ڈی۔ سی۔ ایف۔ ایں۔ پی۔
(رسلم فاضی فلام تھی اولین ٹالہ)

قصہ فرطاس

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سانحہ شیوں کی علاوت تھیں
نے دن اسلام کی جوں کو کھلی کر دیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا شر صحبت
سماں کا کارروزہ والے دن تھی جوں پڑھاڑا رکھتے ہیں۔ ماعنیہ رسمی تباہ کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو کا بیابن ہی تسلیم کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے مٹوائیں مارہب کو اس قدر کا میاں
نہیں ہوئی جس قدر قلبی عزم میں بخیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ مگر شیعہ
ومنکے سامنے صاحبہ طرح طرح نے ازمام فائم کر کے وین اسلام و تعلیمات اسلام
کو مٹوں بنانے کے درپیے ہیں۔ شیعوں کے ازدواج سوائے چار اشخاص (فقدار
سلام۔ عمارت اپنی) سکے اور کوئی بھی ہونن نہ تھا۔ فاتح روؤم و محض فاروق اعظم سیدنا
عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے بھی شیعہ جلتے ہیں۔ اور طرح طرح کے معاون فائم کر رکھے

ہیں۔ شیعوں کا سب سے بڑا اور مشہور اعلیٰ من واقعہ قرطاس کے متعلق ہے۔ سال ۱۳۷۴ھ کے صحفہ ۱۵ پر ایک شیخ محمد شاہ کا جو لئے آپ کے صوفی المشرب لکھتا ہے۔ ایک سوال مم جواب از سوانح احمد قطب الدین صاحب ساکن حکم نمبر ۲۳۴۲ ضلع جھنگ شائع ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ تقدیم باز شبیہ کی انہیوں پر تعصب کی تیاری نے اسے اندھا کر دیا۔ اور جو شیخ میں رجوع الی الحق کی بجائے ایک گایوں سے بھری سولی تحریر بھیج دی۔ اصل تحریر اور علامہ انصوبہ الدین صاحب کا جواب مم جواب درج کیا ہا تا ہے۔ تاکہ شیعوں پر لپٹ جاتی ہوں یہی کا جملہ الحق وحی ہو سکے اعمو فارغین کرام کی آنحضرت کے لئے پھر قصہ قرطاس کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

قصہ قرطاس کی حقیقت

رسول حباصی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں وفات سے پہلی نیچے جمعرات کے دن اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ قرطاس یعنی کاغذ اور۔ میں ایک تحریر لکھوں جس کے بعد تم بھی گراہ نہ ہو سکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ رسول حباصی احمد علیہ وسلم کو اس وقت بیماری کی نکایت زیادہ ہے مہما آپ کو حکمت نہ دیں یا ہائی اور بعض لوگوں کی پیدائی ہوئی۔ کہ لکھوں لینا چاہئے۔ اسی اثناء میں کوئی لوگوں نے جو کسی روایت میں مذکور نہیں۔ کہا کہ ابھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استغفاریوں یعنی اکیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا وقت آگیا۔ آپ کے پرچھوڑ سہی بھرہ اس وقت حضرت نے اس تحریر کے لکھائے کا نقطی حکم دیا۔ نہ اس کے بعد جبکہ پانچ روز دنیا میں ہے کہی اور وقت فرمایا۔

قصہ تو اس قدر ہے جو اور بیان ہوا۔ مدد شیعوں نے بڑی بیباقی کے ساتھ اس کے قصہ میں حضرت فاروق الغفار عرض کیا۔ اسی اللہ عزیز پر دعا اعلیٰ من بڑے زور شور سے کشے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عمر نے رسول حدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا۔ کہ یہ شخص نہ یاں بتتا ہے جو کسی معنی نہ یاں بخے کے لیتے ہیں۔ حالانکہ کسی نہ تنہ ایک میں بندھ جو غلط حجر حضرت عمر کا قول درج ہے۔ حضرت مدیر النجم مدظلہ نے کمی بار شیعی دنیا کو صیغہ دیا۔ کہ ایں سنت کی کسی کتاب سے ایک تحریر راویت ہے۔ مدد شیعوں میں ہم تو جس میں لفظ حجر حضرت عمر کا قول ثابت ہو سکے۔ مگر شیعی دنیا سا قتوں رہی۔ مثلاً وہ از بیں لفظ

ہم جو عدالت کے معنی میں اکثر استعمال ہوتا ہے۔ حدیث قرطاس میں یہی معنی چیز ہے۔ میں ہم جو کے بعد لفظ استفہام اسے ظاہر ہے۔ کہ مجرم کے معنی نہیں یعنی لفظ کلام کو بے ربط بنا دیتا ہے جس کو نہیں یعنی سوچا۔ اس سے یہ حضرا خلاف عقل ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت مرض کی حالت میں پڑائیت نامہ لکھوائے کو فرمایا۔ تو صاحب ابر کرام کے قلوب پر اس بھی سی گرگئی کے شاید وہ قیامت کی گھری ایسی جب امت کا سردار حضرت مسیح امانت سے جدا ہو گا۔ کبینہ ایسی تحریر آخروقت میں لکھوائی جاتی ہے۔ نہیں انہوں نے کہا کہ اجھر استفہام ہوا۔ کیا حضرت جیسا ہو ہے ہم اپنے چھوڑ تو۔ بفرض مجالِ الگریہ لفظ بمعنی نہیں ہو۔ تو بھی یہ لفظ نہرہ استفہام کے ساتھ ہے اور یہ استفہام انکاری ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قول اس جماعت کا ہو جو تقریر لکھوانے کی توجیہ تھی۔ اس نے اپنی رائے کو پوزر بنانے کے لئے کہا ہو۔ کہ حضرت نے حکم کی قیصل میں کیوں توقف ہے۔ کیا حضرت کو نہیں یعنی سوچا ہے۔ یعنی نہیں۔

ان نہیں بالوقوع کا خلاصہ یہ سوچ کا اول ہے حضرت عمر بن الخطاب زبان سے لفظ ہجر نہیں لکھا۔ دوسرے بالفرض یہم اس کو مان جھی لیں۔ تو ہم جو بمعنی نہیں ہمیں بمعنی عدالت ہی ہے۔ جو خاص محبت کا کلمہ ہے نہ گستاخی کا۔

تیسرا بالفرض ہم بمعنی نہیں ہو۔ تو نہرہ استفہام کے ساتھ ہے۔ اور یہ استفہام انکاری ہے سب صحاباً عقل غور سے ویکھیں۔ کہ اس اعتراض میں کیا جان باقی رہ گئی۔ جب تک تیسرا ان تینوں بالوں کا حواب نہ دیں۔ یعنی کسی روائت میں اس لفظ کا مقول حضرت مسونا دکھاویں۔ پھر یہ ثابت کریں۔ کہ یہ لفظ نہرہ استفہام کے ساتھ نہیں ہے۔ یا یہ استفہام انکاری ہمیں ہو سکتا۔ اس وقت تک اعتراف کا نامہ لیتا سخت بے چیزی ہے۔

حضرت مولا ن عبد الشکور صاحب لکھنؤی (اس مشد پر کفر نہ کن فیصلہ لکھ چکے ہیں) جس کے بعد شیعی دنیا عالم سکوت میں نہ ہے اور اس مسئلہ پر قلم اٹھانے سے عاجز آچکی ہے۔

اب محمد شناہ شیعہ کا حوالہ بچا بدلارو اشتغال اگر الفاظ کو کمال کر درج کیا جانا ہے۔ مقاتلوں کی جگہ لفظی درج کئے ہیں۔ اس سے بعد مولا ن قطب الدین

صاحب کا جواب درج کیا گیا ہے۔

محمد شاہ کا جواب

..... آج ایک کاغذ دو ورقہ بقایہ قطب الیز ملاں کا لکھا ہوا ملا۔
دیکھنے سے معلوم ہوا کہ خرا صاحبی گواہی دیتا ہے۔ کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
معاذ اسرار لا ہوں والا یا نجف نماز میں بھجوں کیا۔ اور ملاں یہی لکھتا ہے کہ جناب خاتم الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم من چنی صفتیں بشریت میں ہوتی ہیں۔ وہ سب بیوں میں ہوتی
ہیں یعنی۔ رنج ہوتا۔ خوش ہوتا۔ دشمن سے خوف کرنا۔ شہوت کا ہزاو گیر و غیرہ مال
ہے۔ جو کچھ صفات میرے بنی صلیعہ کی تحریر فرمائی ہیں۔ یہ چعن حدود محبت عمران خطہ
میں محو ہو کر تحریر فرمائی ہے۔ اور نہ کوئی اسنڈ قابل تسلیم دی ہے۔ خواز کا قول پیش رکھا ہے کہ
وہ بال مقابل خداوند عالم کے بالکل جھوٹا اور بنے بنیاد ہے۔ فرمیا سے معلوم ہوتا ہے کہ
تمہارا مفتا وظیبی یہ ہے کہ محبوب رب العالمین پر وصیب نیان نہیں کا لگا کرنوں عمر کا صحیح
ہو جائے۔ سمجھو۔ میرے بنی صلیعہ کی گواہی مالک مالک کا سورہ نجم میں اس طرح بیان فرمائی
ہے؟ لاجمی اذ اهوى ماضی حکیم و ماغی دما نیقی عن الہی ان هوال و حی پور حی

ملاں جی! اخراج صاحبی کی گواہی صحت پر دلالت کرتی ہے یا احکام اصحابیکن نے
بنی صلیعہ کے حق میں بچ فرمایا۔ ان دونوں شاہزادیوں میں سے کون سچا ہے۔ ملاں جی!
النصاف کا نازدیک آپ کے دست مبارک میں دیتا ہوں۔ لباس و صورت واقعی شل
النافوس تسلیم کرنے کے قابل ہے۔ کوئی طرح آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جتنی صفتیں
بشریت میں ہیں۔ وہ سب بنی ہیں۔ یہ آپ کا خیال باطل ہے۔ بنی صلیعہ خیر
میں سد مارتا تھے۔ اور مدینہ سورہ میں جناب امیر علیہ السلام سنتا ہے۔ یہ بشریت
کی صفت ہم جسی ہے؟ مرا جس کس طرح سو۔ کسی اور نہ کہو ہے؟ من را تی
قدہ را یعنی الحنف کس بشری صفت ہے کہ نہ بندیاد والا دم بین الماء و طین کوں
بشری صفت۔ میرا بیتی تیریا پھر دم کو مارتا ہے۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے۔ و ما
وصیت اذ مر میت ولکن اللہ سما۔ ۔ آہ۔ جناب سرو ریاثیات لوگوں سے
بیعت لیتا لیتے یہ مبارک ہے۔ اور خالق جہاں فرماتا ہے۔ الذین یا بیرون ک انہا
یا بیرون اللہ یہ اللہ فوق ایں ہیں۔ ملاں جی! النصاف کا وقت ہے۔ صفتیں

کس نبیر میں یا جاتی میں - ملاں جی تعلیم خا ب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لا صلوا الا بحضور القلب۔ آپ دور کخت یہ سلام پھر دیتا ہے۔ کیا خوب ملاں جی کی پھر تی۔ ملاں جی! میرے فی صلعم کی صفات لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔ جو تم لے بنان کیا ہے۔ بلکہ صفات افسر رکھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فِحْقَهُ دُرْخَمْتَی وَسَعْتَكَ شَنْدَرْ حَقَّ وَمَا ارْسَلْنَاكَ الا رَحْمَةً لِلْمُوَالِيْنَ - بھولنا و نین ہو اس کو ہوا کرتا ہے۔ پوخت عصیان کرنے والا ہو۔ اب تک کھن گئی کو عمر کی بھت میں بھی صاحب کو جو گھوٹنے والا بشری صفات والا جانتے ہیں۔
البَّشِّرُ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ النَّعْوَى الْجَفْرِيُّ الْقَادِيُّ اَرْصَدُكَ اَنْذَلَانِي بِقَمْ خُودَ۔

حوالہ الحواب از مولا ما قطب الدین صاحب

صوفی مشترب کے لفظ سے میں نے بھما تھا۔ کر کوئی طالب حق شخصی کی تلاش کرتا ہے۔ آپ کے اس دوسرے خط سے معلوم ہے کہ آپ ماشا احمد جاہل اور ان پڑھ شخص ہیں۔ قرآن سے نادا فض محسن ہیں۔ اور اپنے منہب کی کچھ تجزیک نہیں۔

شَنْدَرْ! میں نے لکھا تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہوش حوسن کے ساتھ سوچے تسبیح کا غذ طلب فرمایا تھا۔ مگر فوکہ آپ نے لکھا کبھی نہیں تھا اس لئے بعض سمجھدار اصحابہ نے سمجھا۔ کہ آپ صحابہ کا انتخان لے رہے ہیں

لئے اس ارشاد کی بطور انتخان ہونے پر دوزیر دست دلیلیں ہیں۔ ۱) ایامِ اکملت کم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (آج کے دن میں نے کامل کر دیا تھا لے لئے دین کو اور پوری کرم برائی نعمت) کے نزول کے بعد کسی نئے حکم کا انتظار صریح علیعی تھی۔ یہ امامت تھا۔ کہ امامت نہت و اکمال دن کی بشارت ہنٹے کے بعد سویں خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروری تحریکی حاجت ظاہر فراہنگ خدا کے دین کو ناقص یا اس کی نعمت کو ناتا مقرار دیتے۔ سیدنا عمر رضی بے پہلے حبنا کتاب اللہ (ہماستے تک قرآن کافی ہے) کہدا انتخان میں کہا بیاب ہوئے۔ بعض جدید اسلام چوارشاد نعمتی سمجھنے سے مانہوں نے اختلاف کیا۔ یہ اختلاف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار کردا

اس نئے "عند کم القرآن و حبیبا کتاب اللہ" ہے تو صحابہ کے سمجھا نے کہیے
فرما دیا تھا۔ اور بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ شدت درد کے باعث آپ نے کسی
قدیم بوسٹ ہرگز کاغذ قیدان طلب فرمایا تھا۔ اور اس تصور سے بہت بہت بھی عذر کم
القرآن حبیبا کتاب اللہ جو بکاری ہے تو کوئی حقیقت نہ مارفہ صحابہ
پہنچا تھی۔ میرے جواب کا یہ خلاصہ تھا۔ آپ نے اپنی بے سمجھی کی وجہ سے بات کا
بتنا کر دیا۔ اور بتکے تکی ہے کہ اور شمارشی طبقہ یہ مرتع جنگ دیکھا کر
عرب سے کافر ہی کہا کرستھے۔ مائدۃ الرسول یا مائی اللطعام و یمشی فی الأسواق پڑی
(تہجید) یہ کیا رسول ہے جو کھانا کھانا اور بازاروں میں بھرتا ہے۔ خدا نے جواب میں
خوایا۔ وما ارسلنا تبلک من المؤسلین الا انہم لیا کھون الصعام و یمشیون فی
الأسواق طبیعت (تہجید) اسی پیغمبر ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیے۔ وہ کھانا بھی
کھاتے تھے۔ اور بازاروں میں بھی چلتے پھرستے تھے۔

کفار کا اعتقاد تھا کہ رسول بشری صفات سے منزہ ہوتا ہے جو اللہ نے ان کو
سمجھا ہے۔ کہ یہ انتقام دہنہا اغلط ہے۔ رسول نہ خدا ہوتا ہے اور نہ فرشتہ۔ تاکہ کھانے پینے
اور بازاروں میں آتے جانے سے الگ رہتے ہے۔ وہ بشر ہا کرنا ہے۔ اوم علیہ السلام

رہ، اس قصہ قرطاس سے پہلے حدیث نقیلین ارشاد ہو گئی تھی۔ اس میں اسی
صفت حدیث قرطاس کا اظہار تھا۔ لہذا ناممکن ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی ہی حدیث کے خلاف ایسی بات فرماتے۔ علاوه اسیں ۵ روز حضور عبید میں زندہ
رہ کر نہ لکھانا اس طور پر ہے۔ (میری ۱۶)

رسوی یعنی بعض ایسے لوگ بوجد یہ الاسلام تھے۔ اور ابھی حقیقت اسلام سے نہ اتفاق
(ام) نتیجے ہیئتی خطط مجتہ کرنے کے عادی ہیں۔ صفات بشر کا موجود ہونا یا اپنیا و علم
اسلام میں بھول چک کا ہونا ان کا تعین اصلی مشتمل سے ہرگز نہیں۔ خواہ مخواہ اس قدر
غیر متعلق اور پر بحث شروع کر دیا تھی اور قاتکے سوا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ مولانا
قطب الدین صاحب نے بعض جدید الاسلام اشخاص کے ایک خیال کا اظہار فصی طور پر فرمایا تھا۔
دریز حدیث قرطاس سے کسی طرح بھی حضور قدس اصلی اللہ علیہ وسلم کا بہرہ شدی میں سکل کم کرنا نہیں

سے بیکار و فتن تک مجتہدینی دنیا میں آئے ہیں یہ سب کھانا لختے تھے۔ اور حضرت وہت
بان اور وہ بیرون یہو جلتے تھے۔

مشنٹے! متبیعی امور میں تو بھی کامیونا قطعاً ممنوع ہے زنا کہ مت اسلام عن فضاد و قبور
پذیر نہ ہو رہے ہے غیر متبیعی امور سوان میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا بیان خیال آتے کہ آئیں کو
غیر متبیعی الموارد اور عبادات میں بیرون تسلیم و تفہیم سہولتیاں ہو جاتی از ناجفا۔ اب اگر میں اپنی شناسی
سے اس کا تبریز پیش کروں۔ تو تم لقیناً بے سوت سچے غلط کہو گے۔ لہذا میں تمہاری کتاب پر اس
جی سے اس کا ثبوت پہنچانا ہوں۔ تاکہ تو ابھیلا کہو۔ تو اپنے علاوہ کو کہو۔ اور وہندت یہ جو نو
لپتے مجتہدین پر بھجو۔ اور غلط کہو تو اپنی کتاب کو غلط کہو۔

سب سے پہلے یہاں روکھئے کہ یہو شی کوئی ایسا ماؤار امر نہیں کی انسیاء علیہ السلام کو۔ عارض نہ
خود خدا فرماتا ہے۔ دختر حسوی صحقاً عقلہما افاقت قال سبحان اللہ (ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام
غش کھا کر گر پڑے۔ پھر حب بہش میں آئے۔ تو بول، اُسکے کوئے یہ درد و گار تیری وفات پاک ہے
یا من کے بعد ایکیا اور محدث کھقول گوش گذار ہے۔ ما نسخہ من ایتہ او من نصیحتاً مات بخیر
بیخدا اور طھٹھا (ترجمہ)، اسے پھر یہ کوئی آیت نہ رکھ کر دیں۔ یا انہا سے ذہن سے اس کو
محظا دیں۔ تو اس سے بہتر یا ایسی ہی نازل سبی کر دیتے ہیں۔

لیکھا (نشیح) نیکی سے مشتمل ہے۔ اللہ کے قول سے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے بھول ناہست پوری ہے۔ اور بھول جی یا یت کی۔

اور اسے! مدد فرماتا ہے۔ و ما ارسلنا من رسول رلابی الا اذا تھی الفی
الشیطان فالمفیہ ط فیسخ اللہ مایلقی الشیطان (ترجمہ) اسے پسخیر عزم نہ تھے
پسخ کوئی ایسا رسول نہیں بھجا۔ اور نہ کوئی ایسا نی کہ اس کی حوالہ پیش نہ ہو کہ جب
اُس نے کسی بات کی تباہی کی۔ شیطان نے اسکی تباہی میں وہی وہ دلدار پھر آخر کار خدا نے
وہی وہ شیطانی کو دور کر دیا۔

پہلے قرآن مجید کا ترجمہ و تکھیں پھر تفسیر ہیں۔ پھر تصحیح نکالیں۔ پھر اپنی بھالت پر نہار
نہیں کر دیں۔ اور وہ نہیں جات حقوب جلد اوقل مٹ پر ترقم ہے کہ جب عزیز ایکیں علیہ السلام
آدم علیہ السلام کے پاس دوچ قبض کرنے کو آئے۔ تو آدم علیہ السلام نے کہا۔ کہ یہی
عمر سے ابھی سائیں سال باقی ہیں۔ عزیز علیہ السلام نے کہا۔ تھجیا وہ نہیں۔ کہ دوسری بھالت میں

لے اپنے فرزند داد و عدیہ اسلام کو سلطھ سالی اپنی یعنی سنتے مٹا کئے تھے۔ آدم علیہ السلام نے کہا۔ بخاطر نارم۔ بھجو یاد نہیں۔ امام محمد باقر فرمود کہ آدم راست سے گفت کہ دن اسٹر نہ داشت۔ وفرماوش کر دیو۔ و در حديث حضرت صادق چنان است۔ کوچ قعای در اول فرمود بھر سل و سیکائیں و ملک الموت کہ نامہ دریں اب بیوی سید کہ او فراموش خواہ کر دے۔ وچوں آدم انکار کرد بلکہ الموت نامہ بیوں آور دے۔ (تاجملہ) سمجھنے کی لیاقت نہ۔ تو خود سمجھ لیں۔ فرمز کسی فارسی دان پڑواری تھے سمجھ لیں۔ ملاں محمد باقر جلسی آدم علیہ السلام کے لئے سہوںیان ثابت کر رہے ہیں۔ اور ثابت بھی وجہیں القد الماعول کے قول سے کر رہے ہیں۔ اب بتلائیے کہ ملاں محمد باقر جلسی کو آپ خرمجسی فرمائیں گے یا سُک محفیل ہے اور ان دو اماموں کے حق میں آپ کا کیا ارشاد ہو گا۔

اوہ سنئے! ملاں محمد باقر جلسی کی اپنی کتاب حیات القلوب جلد سوم ص ۲۳۰ پر مرقوم ہے این بابویہ و اشادش این ولید رحمہم اللہ تجویز کروہ اند کہ در غیر تبلیغ رسالت و احکام مفہوم جائز است کہ ایشان را ہو لیز ما یہ از بر کے مصلحتے شل آنکہ سہوں کنڈ در نماز و ساری عبادت و سائر امور بغیر بیان احکام و تبلیغ رسالت کہ در آنہا، سچ نوع را سہو جائیز نہیں داند۔ پس اپنی بھالت بھری طبیعت پر تقزین پڑھئے۔ چھرت رحمہجسجھے۔ اس کے بعد این بابویہ اور ابن ولید (جو شیعوں کے مجتہد مانے گئے ہیں) اور جلسی بھی ان کو لفظ رحمہم اللہ سے یا تو فرم رہے ہیں یا پر لعنت کی کمی مسل بارش فرمادیجیئے کہ الہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور انبیاء علیہم السلام میں بجزل پوک کو جائز قرار دیتے ہیں۔

حضرت انصار کا دوسرا اعلان عظیم الشان

حدیث

مودہ خرداد ۱۴۳۵ھ / ۱۹ ستمبر ۱۹۱۶ء / عرمطابق ۱۶ و ۱۷ ربیعان سنه بروز جمده و
بمقام جامع مسجد بھروسخند ہو گا۔ تشریف لانے والے حضرات اپنائیتہ و گمراہ
پرٹے ہمراہ لا نئیں۔ فیام و طعام کا اشتظام انجمن کی طرف کیا جائیگا۔ خاکسار نامخوب الفاظ

اور سنئے! اسی حیات القلوب کے جلد دوم ص ۱۵۰ پر لکھا ہے۔ دابن با بیر و بچھے اور محمد نین الگیر تجویز کردہ اندر۔ کوئی تعالیٰ برائے مصحت آں حضرت راسوہ بن فرمادی وہ نہ سازیا غیر آں بغیر آپ خیلے تعلق یہ تسبیخ رسالت باشد۔ کہ در آں پہنچ وجہ جاگن نیت دیکھن معظم علماء امامیۃ قائل نشده اندر۔ ص ۱۵۲۔

فارسی عبارت نسخہ سکو۔ تو کسی سہ و پیاری کی امداد سے اس کا ترجمہ کرالیسا۔ اور پھر ول میں الفاظ کرنا۔ کہ ایک اخلاقی مشکلہ میں اس قدم حست سنت الفاظ لکھنے اس بات کی دلیل ہے۔ کہ کتابت آن پڑھ ہے۔ اور لکھنے کی دلیل کی باتوں سے بھی کو سول دوڑ سے۔

اور سنئے! حیات القلوب کے اسی صفحہ ۱۵۰ پر طالب مجلسی لکھتا ہے۔ وادی صرس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے اصحاب کے سو گئے۔ سو زخم نکل کیا تو سکھ کھلی۔ اور فخر کی نماز فوت ہو گئی۔ مجھ سب نے قضاکی۔ اس پر طالب مجلسی لکھتا ہے۔ حق تعالیٰ برائے براہت آں حضرت راجحہ برو۔ کہ اگر کیے از امت بدار نہ شود۔ تما آفتاب برآ کید دا اور اتنی شیخی کہند۔ بگوید کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میز بخوبی ص ۱۵۱۔ اگر آپ کو معلوم ہتا۔ کہ شیخی نہ سب کے بعض محدثین مجتہدین نے بھی نماز میں بخونا آں حضرت کادلاں سے ثابت سیا ہے۔ تو چھوٹا منہ بڑی بات۔ آپ تیربیویل کی طرح بزرگوں کو لعن طعن نہ کرتے۔

اور سنئے۔ اللہ عز وجل کا ایک اور ارشاد رحمت نژاد "لَمَّا جَاءَهُمْ مُّجَاهِدُونَ أَن دُونِيَوْنَ كَمَا يَأْتُونَ" فی البحیر سرایاطھ (تاریخ) پھر جب یہ دونوں ان دو دنیاوں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ۔ اپنے ناشتے کی تی ہر لی محفل دہیں بخون اٹھے۔ تو محفل نے دیا میں سرگک کی طرح کا اینا سترہ بیان لیا۔ پ ۱۵۱۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید اور فرقان حمید نین نابت کرتا ہے۔ لِتَسْتَأْلِمَ فَيَانَ سے امشقت ہے۔ اور الف خیرتیشنے موسیٰ علیہ السلام اہد آپ خادم یوشخ کی طرف راجح ہے۔ قرآن کی شہادت پر ڈھجھکوں کوں کا ایمان نہیں ہوا کرتا۔ اب ان جائیں کہ غیر تسبیخی امور میں پخرون کا سہو و تباہ ان کی تدقیق شان کا باعث نہیں۔ بھر ایمان سے بخوبی کریں۔

اور سنستہ ۔ ۱) حیات القلوب جلد و مکے ص ۵۵۰ پر بلا محلی جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کی تأشیر کا ذکر کرنے ہونے رقم طراز ہے ۔ و طلب الائمه و مجمع الباہر و تفسیر عیاشی دس اہر کتب معتبرہ مذکور است ۔ و اذ حضرت صادق بطرق متعدد منقول است کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم را آزار سے بچا رہی ۔ و جبریل و میکاہل ملیحہ السلام نبڑاں حضرت آئندہ ۔ پس جبکی تفت یا حمدابید بن اعصم یوی ترا جادو کروہ است ۔ و آس را در چاہ بنی زریق پہاں کردہ است ۔ پس بغرضت پرساں چاہ آئی کسے واکر در دیدہ تو از یہ کس ظنی ترا دست اعتماد برداز ڈگیراں زیادہ داری ۔
 دو کمالات علیل و نیتائی ترتیب ۔ تا آس حکم بیرون آورد ۔ پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین علیہ السلام راطلبیہ ۔ و فرمود کہ یا عملی برو بسوے چاہ نہ دان ۔ کہ در آس جا جادوئی از برائے من کردہ اند ۔ و در میان علاف خرما تعبیہ کردہ اند سو در تیر سننگے کہ در چاہ است پہاں کردہ اند چوں آں حضرت بر آں چاہ رفت ۔ آپ آں چاہ از جادو مانند آب حنا ریگیں شدہ بود ۔ حضرت آب چاہ را کشید و در نیز سننگے کفتش دادہ یو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصطاف خرمادا بیرون آورد ۔ و چند مت آں حضرت آورد ۔ چوں کشو دنر شانہ و چند دنرا نہ کشنا نہ در میانے کہ بڑاں یا زدہ کرہ بڑہ بودند و سوزنہا بڑاں فرو برف بوند ۔ از میان آں بیرون آمدہ و جبریل دہن روز سورہ قل اعوذ برب الناس و قل اعوذ برب الفلق ما آں اور وہ بود ۔ ص ۵۵ ۔

اب بستلا یئے کتاب بھی تھا ری ۔ ملاں محلی بھی تھا ری ۔ پھر جن کتابوں کی سیزند ملاں صاحب پیش کرنے ہے ہیں وہ کتابیں بھی تھا ری ۔ یعنی طب الائمه تھا ری ۔ مجمع الباہر تفسیر عیاشی تھا ری ۔ اصل ملاں صاحب ساتھی تھی لکھتے ہیں کہ ان قین کتابوں کے سما باقی تمام معتبر کتابوں میں بھی یہ ردائیت نہ ہو ہے ۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ جانب حضرت امام حنفی صاحبی صاحب سے طرق مخدود کے ساتھ یہ قصہ ردائیت کیا گیا ہے ۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے اب بھی انکوئی شخص شک ظاہر کرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا تقریب ہوتا ۔ وہ وھٹھو اور سیدین ہے ۔ دوازدہ آئندہ پاس کا ایمان نہیں ۔ لپتہ نسب پر اسے اعتماد اور دلوقت نہیں ہے ۔ ربانی آئندہ

ان سب باقول کے علاوہ رَبُّنَعَ قَوْلٌ فَازَ لِهَا الشَّيْطَانُ حَصْنًا فَأَخْرَجَ حَصْنًا
ہما کانا فیْدِه ط کے کیا ہے۔ پ۔ اور فو شو س لہما الشیطان لیں بد تی
لہما کا دُوسری کے کیا ہے۔ آپ مکر غور کریں اور مجھیں۔ اور جائے ایک
میں آکر قرآن کے الفاظ پر نظر رکھ دوڑا ہیں۔ ایک جگہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ آدم
علیہ السلام اور بی بی حدا کو شیطان نے بہ کام و پہلا دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا
ہے۔ دونوں میں جویں یعنی آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہما السلام کے دل میں
شیطان نے دسویہ ڈال دیا۔ توبہ انسا ر کے لئے دسویہ شیطان اور انفل
شیطان ثابت ہے اور قرآن سے ثابت ہے۔ تو جو شخص ابیار کی طرف دار ہیں
وہ سب کا منکر ہے کیا وہ قرآن کا منکر ہیں؟ ہے اور ضرور ہے ؟

سی قیمت بلا جلد ہ محدث راں ایک روپیہ

یہ کتاب کیا ہے؟ مختصر لفظوں میں بھی مسلمانوں کو خبر دار کرنے پھیں لوگوں میں
حس و حرکت پیدا کر لئے اور سیکانہ رعل کو انشاء مل بنائے کئے ایک کشف حقیقت ہے
ایک تازیہ نظرت ہے۔ ایک اخراج محبت ہے۔ اس میں تحریک، شدھی و نکھن کی تجمل
تاریخ بیان کر کے ان دونوں تحریکوں کی نظر دیا گیت، واضح لگائی ہے۔ یہ دینی میదان کی
قیروں اور تحریکوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام اور اہل سلام کو سہن و ستان کے
لئے عرض سے ایک دوسری نظرت رکھنے والا اور کہ جس سازش جیسا کہ آتا ہے، اس سازش کے بعد اور اس کے
مقاصد کو خود سند و نیہ ران کی زبان اور علم سے ثابت کیا گیا ہے۔ کوئی خود مزید مذاقل جرم
کیا لطف جو بغیر بوجہ کھوئے۔

اسیہ ہے کہ اٹ اسٹ کتاب کو پڑھنے کے بعد مانع ہے تعلیم مسلمان کی بھی آجھیں مل جائیں
اور کامیاب سکھیں مسلمان یعنی بھی حکم مل پیدا ہوگی۔ واللہ الموفون سلطیح اول ایک حصہ
امانوں کو تذوق و تجربہ جو کوئی مقیبل ہے اسی میں بنت سے ثابت کیا گئی مفتی میں کام اضافہ کیا
گئی ہے۔ اب کتاب کی فضیلت بمقابلہ طبع اول تقریباً چھوٹی سی ہے۔

لئے کا بدلہ دفت محبت عکس تسلیخ الامام اسال شم

حرب الصاریح علی اللہ

حرب الصاریح کے مخلص کا رکتوں کی جماعت ہے جو کام مطلوب ہے جو دنیتِ اسلام و مسلمین ہے۔ ہر سماں کے لئے اسکا داخلہ کھلا ہے۔ بروہ مسلم جس کے سینے میں لوگوں میں موجود ہے۔ جو دنیتِ اسلام کی زیبوں حالی سے تاشرخ ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حرب الصاریح شامل ہو کر ایک انعام کے ماتحت سرگرمی میں ہو جائے۔

(۱) اندرونی و خارجی حلوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔ **ظریفت ہائی کامی**

(۴) اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کے لئے ایسے دارالعلوم کا اجراء جس میں طلباء و مذیعات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم۔ مبلغ اور مناظرین کر نکلیں۔ اور عوام کی بہایت و تقویت دین کا باعث بنیں۔ (۵) ایسا کتب خانہ قائم کرنا۔ جس میں علوم و فنون و دیگر مذاہب باطلہ کی کتب جمع کی جائیں۔ جن کے مطالعے سے درسین و مبلغین اور طلباء کی نظر غایر اور خجالات عالی ہوں۔ اور عالم شاھین ان کے مطالعے سے مستفیض ہو سکیں۔ (۶) مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ و نظر و تقریر علمیں خصوصاً یہاں توں کو تبلیغ احکام الہی کریں جن سے ان کے اخلاق و معاشرت سب معاش۔ رسوم و معاملات شریعت کے مطابق ہو سکیں۔ (۷) اعزاع من ذکر وہ بالائی اشتکیے ماہواری رسالہ کا اجراء۔

حربوت ہے سرفوش مجاہدین کی جو ذکر وہ بالائی عمل کی تکمیل کیئے ہو کر ان حرب الصاریح کا مخفیہ ڈین اور کام ادا کا پیش۔ بلکہ جماعت کے ذمہ یہی سراجیم موسکتا ہے۔ جام سید بھیر میں اعلوم عزیزیہ قائم ہو جائے جس میں علوم غیر اسلامیہ کی مکمل تعلیم و تدریس مطالباً کیے جائیں۔ خواہ اعلیٰ اعلوم و تدریس سے بوجہ سید بھیر کی سریت خدا کے قیام کیلئے مشکلات پیش میں درمذہ حضرات مکتب خرد و قفت کریں۔ اس طرح سے آسمانی کتب خانہ قائم ہو سکی جائیں۔ مغلسوں اور لاوارث پکوں کی تعلیم و تربیت خواہ دنائیں۔ کئی خاص اعلوم کیا گیا ہے مبلغین میٹیں مدد کر کے نئی زندگی کی بوجہ پھونک ہیں۔ رسالہ علیہ السلام حرب الصاریح کیعرف سے جادی ہے۔ ان تمام صدارف پر ۲۰۰۰ ماہور سے زیادہ مرتضی ہو رہا ہے۔ حرب الصاریح کے مغلسوں پوکیں گر در دنیت سے بیساکار کن اپنی حیثیت سے زیادہ صاروف کو محل میں جو جہاں اسلام کا فرض ہے۔ کیاں کا فخریں جھیلنے پر ہے۔ اگلیں اڑکر گزروانہ پر کہنا ہوا = تمہرے ساختہ اگر دنیت کا خوش ہے۔

سکی کن! فلان پتیر شاہزادے عوامی کل

حرب الانتصار کے مقاصد و اغراض طبقہ میں سوداگر رسالہ کے تیسرے صفحہ پر بوجھ ہے۔ بہتران کا فرض ہو کر وہ سچے کہ یہ کام سلام اور ملائکوں کے فایروں کے کوئی نیا نہیں۔ یا نہیں اگر تو فرق کیا اسکا فرض ہے کہ اس خدمت حرب تو فرق حصہ رہے تو فرقیں سے آپ اس اسلامی پوکی ابیاری فرمائشیں ہیں (۱)۔ یعنی ماہوری آدمیں سے پچھ جستہ عصر کر دیں۔ جو باہمہ حرب کی پہنچا رہے۔ نیز اس کے رکن پنکرو درود مرزاں کو رکن بننے کی ترغیب دیکھاں کا حزب الانتصار نے رکھا ہے۔ (۲) یا بولاری رسالہ الحسن الاسلام کے نزدیک رنگر حرب الانتصار کو اس کے مالی مصروف سے سبد و شی میں اعلاد فیجھے۔ نیز رسالہ کی اشاعت و سین کرنیکے لئے سعی فرمائی ہے کہ کمزکم کوئی کاؤں ایسا نہ رہے جن میں رسالہ نجاہا ہو۔ یقین جانیکے کہ رسالہ کا براہ کسی جگہ انا یک ٹکن عالم مصلح اور مناظر کے جانیکے برابر ہے۔ (۳) یا تانی۔ مساکین و غریب اور اہل علم بیچے جہاں میں ہو کو قلم و اتریت کیلئے دارالعلوم عزیزیہ بھجو میں بھیجیں۔ تاکہ بری صحبت کے اثر سے بچکار اسلام کے خدام میں سکیں۔ (۴) اپنے بچوں کو وینی تعلیم کے لئے کہ کمزکم چار سال کیلئے دارالعلوم خرمتیہ بھجو میں بھیجیں۔ چار سال میں بھموی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ امام ان مسجد کو مجبوڑ کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے بھجو میں بھیجیں (۵) اپنے قلم حضرات رسالہ کی قلبی اعامت سے درینہ نہ فرمائیں۔ اور خیر حضرات کا فرض ہے۔ کہ کتابیں اپنے پاس بخوبی رکھ کر کتب خانہ حرب الانتصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاہیں کا کام دریں سکیں جن جن کتب کی ضرورت ہے۔ وہ بذریعہ استفسار حلوم کر لیں۔ (۶) اپنے علاقوں میں خیر و احس کی تبلیغی جدو جید و دیگر کو ایف سے مطلع فرمائو رہ کریں اگر ضرورت ہو۔ تو حرب الانتصار کے میلین طلب فرما کر تبلیغی حلیس کے انعقاد کا انتظام فراہیں (۷) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حرب الانتصار میں پانام درج کرائیں۔

ناظم حرب الانتصار بھیرہ پختاب

وکھنام نیوں تھا نڈھر۔ بیتہ سلشنہ صدیوں کو دفتہ رسالہ شہرا اسلام بھر سے شاہزادہ